وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

وفاق المدارس ملتان

جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ جولائی ۲۰۲۲ء

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

بیاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485
Email:wifaqulmadaris@gmial.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ◉ مطبع: اقرا اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی بوہڑ گیٹ ملتان
شائع کردہ مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

وزیراعظم پاکستان سے وفاق المدارس کے قائدین کی ملاقات	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	۳
حج اور اس کی برکات	محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	۱۳
فلسفہ قربانی اور ملحدین کے شکوک وشبہات	مفتی محمد راشد ڈسکوی	۱۷
مدرسہ دیوبند کا فکری اور عملی منہج (آخری قسط)	مولانا مفتی طارق محمود	۲۵
قرآن کریم کی سورتوں کی نزولی ترتیب	مولانا مفتی عبدالستار	۳۶
اساتذہ سے سرزد ہونے والی غلطیاں	عبیداللہ بن شفیق الرحمٰن اعظمی	۴۰
بھارت ایک ہندو فاشسٹ اسٹیٹ بنتا جارہا ہے	اروندھتی رائے	۴۲
موجودہ معاشی بحران اور کرنے کے دو کام	محمد احمد حافظ	۴۵
صوبائی ناظم کے پی کے سے جنوبی وزیرستان کے مہتممینِ مدارس کے وفد کی ملاقات	مفتی سراج الحسن	۴۷
اخبار الوفاق	ادارہ	۴۹
تبصرہ کتب	محمد احمد حافظ	۵۳
اشاریہ ماہ نامہ ''وفاق المدارس'' ۱۴۴۳ھ	مرتب: محمد احمد حافظ	۵۶

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر۔ سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر۔ ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر۔

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 30 روپے، زرسالانہ مع ڈاک خرچ: 360 روپے

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

وزیر اعظم پاکستان سے وفاق المدارس کے قائدین کی ملاقات

شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم

وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور دینی مدارس کی نمائندہ تنظیمات اور وفاقوں کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ مدارس بارے جملہ امور کو بات چیت اور افہام وتفہیم سے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس سلسلے میں کوئی بھی حکومت آئی بلاتفریق ہم نے اپنے دروازے سب کے لیے کھلے رکھے، سب سے ملے،سب سے تبادلہ خیال کیا۔ ہمیشہ ہی دینی مدارس کے مفادات وترجیحات کو مقدم رکھا۔ دینی مدارس کی حریت وآزادی اور خودداری کو برقرار رکھا۔ دینی مدارس کی روایات، اقدار اور اکابر واسلاف کے مزاج کو ہمیشہ سامنے رکھا۔

حکومت کی حالیہ تبدیلی کے بعد بھی نومنتخب وزیر اعظم میاں شہباز شریف کے ساتھ حضرت صدر وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور سرپرست وفاق وامیر جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی معیت میں تفصیلی ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات بہت خوشگوار ماحول میں ہوئی اور اس میں دینی مدارس سے متعلق جملہ امور زیر بحث آئے، وزیر اعظم پاکستان نے دینی مدارس کے جملہ مسائل کے حل کی یقین دہانی کروائی ہے لیکن واضح رہے کہ صرف زبانی یاددہانی کافی نہیں ہمیں عملی اقدامات کا انتظار ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلے میں فوری طور پر ورکنگ گروپ تشکیل دے کر جس طرح وزیر اعظم دیگر کاموں کو ترجیحی بنیادوں پر، تیز رفتاری اور پوری ذمہ داری سے سرانجام دیتے ہیں ان سے توقع ہے کہ وہ مدارس کے اس اہم ترین قضیے کو جس سے ملک بھر کے کروڑوں لوگ بالواسطہ یابلاواسطہ وابستہ ہیں حل کرنے کی کوشش کریں گے اس سلسلے میں ہمیشہ کی طرح اتحاد تنظیمات مدارس اور مدارس سے متعلق دیگر اسٹیک ہولڈرز کو بھی آن بورڈ لے کر معاملات کو جلد از جلد آگے بڑھائیں گے۔

وزیر اعظم پاکستان سے ہونے والی اس ملاقات میں دیگر امور بھی زیر بحث آئے جن میں خاص طور پر وطن عزیز کو درپیش معاشی بحران پر بات چیت ہوئی -حضرت صدر وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے سود کے بارے میں عدالت کے حالیہ فیصلے پر اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کی ضرورت پر زور دیا اور انہیں پاکستانی معیشت کو سود سے پاک کرنے کے لیے عملی اقدامات اٹھانے اور پاکستان شریعت کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کو پاکستان کے جملہ معاشی

مسائل سے نجات کا ذریعہ قرار دیا۔

وزیراعظم پاکستان سے ہونے والی اس ملاقات سے قبل ہم نے مدارس کے مسائل ومشکلات کے حوالے سے مکمل ہوم ورک کیا - مدارس اور اہل مدارس کو درپیش اہم اور ضروری مسائل ومشکلات کی تفصیلات پر مبنی ایک دستاویز تیار کی جس میں مدارس بارے جملہ امور اور مسائل کی نہ صرف یہ کہ نشاندہی کی گئی اور ان کا پس منظر بیان کیا گیا بلکہ ان امور کا حل بھی تجویز کیا گیا۔

واضح رہے کہ ایک عرصہ سے مدارس کو درپیش مسائل میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ رجسٹریشن کا ہے جس کے حل پر متعدد مسائل کا حل موقوف ہے۔ نیز دستاویز میں اہم ،ضروری اور فوری حل طلب مسائل کو درج کیا گیا ہے جبکہ مسائل ومشکلات کی فہرست تو کافی طویل ہے۔

وزیراعظم پاکستان کے ساتھ ہونے والی اس ملاقات کے بعد بہت سے حلقوں کی طرف سے سوال کیا جارہا ہے کہ آخر مدارس کے مسائل ہیں کیا؟ اور وہ تا حال حل کیوں نہیں ہو پائے ،اخبارات میں چھپنے والی خبروں میں وزیراعظم کو پیش کی جانے والی دستاویز کا حوالہ دیکھ کر بہت سے لوگوں کو تجسس ہے آخر اس دستاویزات میں کن کن امور کو زیر بحث لایا گیا ہے؟ اس لیے ہم وہ دستاویز قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں تاکہ مدارس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو بھی آگاہی ہو کہ پاکستانی مدارس کن مسائل ومشکلات سے دوچار ہیں اور عوام الناس کو بھی خبر ہو کہ جن مدارس کی وہ خدمت اور آبیاری کرتے ہیں وہ کن نامساعد حالات کے باوجود اپنی ذمہ داریاں نبھارہے ہیں-

بیوروکریسی ،میڈیا اور دیگر اداروں کے بھی ریکارڈ پر آجائے کہ آخر مدارس کا قضیہ اور مدارس سے متعلقہ معاملات کیا ہیں اور مدارس کی قیادت کی طرف سے ہمیشہ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے مخلصانہ اور خیرخواہانہ انداز اختیار کیا جاتا ہے لیکن اس کے جواب میں آخر کیوں لیت ولعل اور ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے اور مسائل بڑھتے بڑھتے بڑھتے مزید پیچیدہ سے پیچیدہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔

مدارس اس قوم کے ہر ہر فرد کی دینی وملی ذمہ داری ہیں اور ان کا مدارس کے ساتھ عقیدت اور ایمان کا رشتہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان مسائل کے حل کے لیے جو بھی اپنی بساط کے مطابق کردار ادا کرسکتا ہو تو اسے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے ۔

وزیراعظم پاکستان کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین کی طرف سے پیش کی جانے والی عرض داشت ملاحظہ کیجیے۔

مسائل ومشکلات

1۔	دینی مدارس کی رجسٹریشن
2۔	نیشنل ایکشن پلان
3۔	چیرٹی ایکٹ
4۔	مدارس/مساجد کے بینک اکاؤنٹس کی بندش اور نئے اکاؤنٹ کھولنے میں دشواریاں
5۔	دینی مدارس کے ڈیٹا وکوائف طلبی
6۔	غیرمُلکی طلبہ کے لیے تعلیمی ویزااورسہولیات
7۔	مدارس کوانکم ٹیکس/سیلزٹیکس سے استثنیٰ
8۔	مساجدو مدارس کو یوٹیلیٹی بلوں سے استثناء دیا جائے
9۔	معادلۂ سندات
10۔	فورتھ شیڈول کا مسئلہ
11۔	حصول چرم ہائے قربانی میں حکومتی موانع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض داشت

بخدمت محترم المقام جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ

وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

منجانب: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ہم آنجناب کے شکرگزار ہیں کہ آپ نے اپنی منصبی ذمہ داریوں اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود باہمی ملاقات وبات چیت اوردینی مدارس کے مسائل وگزارشات اور مؤقف سے آگاہی کے لیے وقت عنایت فرمایا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ، ملک میں موجود پانچ وفاق/تنظیم/رابطہ کے اتحاد میں موجود سب سے بڑی مدارس کی تنظیم ہے جس سے مُلک کے بائیس ہزار(22000)مدارس وجامعات ملحق (Affiliate) ہیں جو آئین وقانون پر یقین رکھتے ہیں اور پاکستان کی محبت کے جذبے سے سرشار ہیں۔ان مدارس وجامعات میں تقریباً پچیس لاکھ (25,00,000) طلبہ وطالبات زیرِ تعلیم ہیں۔

دینی مدارس و جامعات کو گزشتہ کئی سالوں سے مشکلات درپیش ہیں، یہ مشکلات مربوط انداز میں آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہیں تاکہ آنجناب ان کے ازالہ کے لئے ہدایات جاری فرما کر مشکور ہوں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(1) دینی مدارس کی رجسٹریشن

دینی مدارس سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہوتے رہے ہیں، پھر حکومت نے رجسٹریشن پر پابندی لگادی جس کے بعد حکومت پاکستان اور اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے مابین 2005 میں رجسٹریشن کے حوالے سے ایک معاہدہ طے پایا جس کے نتیجہ میں سوسائٹی ایکٹ 1860 میں سیکشن نمبر 21 کا اضافہ کیا گیا جو خصوصی طور پر مدارس کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں ہے۔سیکشن نمبر 21 تمام مدارس کی رجسٹریشن کو لازمی قرار دیتی ہے، اور ایک بار رجسٹریشن ہوجانے کے بعد مدارس متعلقہ دفتر میں سالانہ آڈٹ رپورٹ اور سالانہ تعلیمی کارکردگی کی رپورٹ جمع کروائیں گے جس سے ان کی رجسٹریشن کی تجدید ہو جائے گی۔ اس ترمیم کے بعد تمام صوبوں نے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 پر قانون سازی کی اور رجسٹریشن کا طریقہ کار وضع کیا اور وفاقی وزارت مذہبی امور پاکستان نے رجسٹریشن کیلئے ایک فارم مرتب کیا اور اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان نے ہر ضلع میں اس کے مطابق ایک کوآرڈینیٹر مقرر کیا جو حکومت کی جانب سے جاری کردہ فارم کے مطابق رجسٹریشن کرواتا تھا۔شروع میں رجسٹرشن کا عمل تیز رفتاری سے شروع ہوا لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر حکومت نے بعد میں یہ سلسلہ موقوف کردیا۔

ہم آج بھی اس معاہدہ پر قائم ہیں اور مکمل تعاون کے لیے تیار ہیں۔

سابقہ حکومت نے دینی مدارس و جامعات کو رجسٹریشن اور دیگر معاملات کے حل کے لیے ان کو وفاقی وزارت تعلیم کے ساتھ منسلک کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس حوالے سے مورخہ 29 اگست 2019ء کو اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کا وفاقی وزارت تعلیم کے ساتھ ایک اصولی معاہدہ ہوا تھا۔جس کے قواعد وضوابط، دیگر ضروری تفصیلات اور طریقہ کار طے کرنا ابھی باقی ہے۔

وفاقی وزارت تعلیم سے مذکورہ بالا معاہدے کے مطابق تفصیلات طے ہو رہی تھیں کہ وفاقی حکومت نے مورخہ 23 ستمبر 2020ء کو انتہائی عجلت میں اسلام آباد دارالحکومت وقف املاک ایکٹ 2020ء منظور کردیا، اس کے بعد پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان اسمبلیوں نے بھی وقف املاک ایکٹ منظور کیے، اور اس ایکٹ کو نافذ کرنے کے لیے ملک بھر کی مساجد و مدارس کو محکمہ اوقاف کی جانب سے وقف املاک رجسٹریشن فارم تقسیم کیے گئے، اور محکمہ اوقاف سے رجسٹرڈ نہ کرانے کی صورت میں یومیہ 1 لاکھ روپے جرمانہ اور 5 سال قید کی سزا بھی مشتہر کی گئی۔

وقف املاک ایکٹ 2020ء پر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کو بہت سے تحفظات ہیں اس ایکٹ کی بہت سی شقیں قرآن وسنت، آئین پاکستان اور انسانی حقوق کے خلاف ہیں، اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کی قیادت نے اس حوالے سے سابقہ حکومت وریاست کی اعلیٰ ذمہ دار شخصیات سے ملاقات ورابطہ کیا ہے اور مذکورہ ایکٹ کی غیر اسلامی وغیر انسانی شقوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور سابق سپیکر قومی اسمبلی جناب اسد قیصر صاحب کی فرمائش پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک ترمیمی بل بھی تیار کر کے انہیں بھیجا ہے۔ لیکن تا حال نہ تو علماء کرام کی جانب سے ارسال کردہ ترمیمی بل کے مطابق وقف املاک ایکٹ 2020ء میں کوئی ترمیم کی گئی اور نہ ہی مدارس وجامعات کی رجسٹریشن اور دیگر معاملات کے حل کے لیے تفصیلات طے کی گئیں۔

گزارشات:

1۔......حسب سابق مدارس کی رجسٹریشن سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 (ترمیم شدہ 2005) کی سیکشن 21 کے تحت کی جائے، اس دفعہ نمبر 21 کا اضافہ معروضی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مدارس کی رجسٹریشن کیلئے ہی کیا گیا تھا، اور اس پر قانون سازی بھی ہو چکی ہے، ملک بھر میں اس پر عملدرآمد کیلئے باقاعدہ دفاتر، عملہ اور مکمل حکومتی نظم قائم ہے اور اگر وفاقی وزارتِ تعلیم کے ساتھ 29 اگست 2019 کو ہونے والے معاہدہ پر عمل درآمد ضروری ہو تو، اس کے قواعد وضوابط، دیگر ضروری تفصیلات اور طریقہ کار طے کر لیا جائے تا کہ مدارس کی رجسٹریشن کا عمل شروع ہو سکے۔ واضح رہے کہ یہ "معاہدہ" صرف ایک مفاہمتی یادداشت کی حیثیت رکھتا ہے اس پر کوئی قانون سازی نہیں ہوئی، انتظامی حکم کے ذریعہ رجسٹریشن ہوگی اور اس کیلئے خطیر رقم اور فنڈ کی ضرورت ہوگی۔

2۔ متنازع اور غیر شرعی وقف ایکٹ کو واپس لیا جائے۔

(2) نیشنل ایکشن پلان

ہماری گزارش ہے کہ نیشنل ایکشن پلان میں مدرسہ ریفارم کی بجائے ایجوکیشن ریفارم کی اصطلاح استعمال کی جائے تا کہ اس سے ملک کے مجموعی نظام تعلیم کی اصلاح ہو اور عوام میں فکری یگانگت ووحدت پیدا ہو اور دینی مدارس کو ہدف (ٹارگٹ) کر کے جانبدارانہ اور غیر منصفانہ طرزِ عمل کا خاتمہ ہو۔

(3) چیرٹی ایکٹ

2018 میں پنجاب اور 2019 میں ملک سے دیگر صوبوں میں چیرٹی ایکٹ نافذ کر دیا گیا ہے جس کے تحت وہ تمام مدارس جو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860ء کے تحت رجسٹرڈ تھے اب چیرٹی ایکٹ کے تحت بھی رجسٹرڈ ہوں گے۔ اس ایکٹ کے تحت تمام خیراتی اداروں کی نگرانی ونظم ونسق کے اہتمام کرنے کیلئے ایک خود مختیار چیرٹی کمیشن بنایا جائے گا

جو رجسٹریشن اتھارٹی کے طور پر کام کرے گا ایکٹ ھذا کے تحت کسی بھی ادارے کو بغیر اجازت زکوۃ صدقات جمع کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور حکم عدولی پر چھ ماہ قید اور 25 ہزار سے ایک لاکھ روپے تک جرمانہ ہوگا۔ بعد میں دیگر صوبوں میں مختلف ناموں سے ایسے قوانین بنائے گئے جن سے مدارس کی آزادی، خودمختاری اور حریت فکر وعمل متاثر ہوتی ہے۔

گزارش:

تمام صوبوں سے چیرٹی ایکٹ کو فی الفور ختم کیا جائے۔

(4) __مدارس/مساجد کے بینک اکاؤنٹس کی بندش اور نئے اکاؤنٹ کھولنے میں دشواریاں__

قبل ازیں حکومت اور مدارس کے مابین یہ طے ہوا تھا کہ مدارس اپنے مالیاتی نظام کو صاف شفاف رکھنے کیلئے اپنی رقم بینکوں میں ہی جمع کرائیں گے، لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ مدارس کے نئے بینک اکاؤنٹ بالکل نہیں کھولے جارہے بلکہ بعض مدارس جن کے اکاؤنٹ پہلے سے کھلے ہوئے تھے وہ بند کر دیے گئے ہیں۔

جب اہلِ مدارس اس سلسلہ میں بینکوں سے رابطہ کرتے ہیں تو بینک انتظامیہ لیت ولعل سے کام لیتی ہے اور ناروا شرائط عائد کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے قائدین کی اعلیٰ حکومتی عہدیداران اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے اعلیٰ افسران کے ساتھ کئی ملاقاتیں ہوئیں جن میں اسٹیٹ بینک نے تمام بینکوں کو ہدایت جاری کیں کہ وہ (الف)۔ مدارس/مساجد کے پہلے سے کھلے ہوئے اکاؤنٹس کی بندش اور (ب)۔ مدارس/مساجد کے نئے کھولنے میں درپیش مسائل کو حل کریں۔ لیکن تاحال اس حوالے سے مسائل حل نہ ہوئے، بینک بلا جواز نئی نئی شرطیں لگا کر معاملہ زیرالتواء رکھتے ہیں۔

گزارش :

اس سلسلہ میں تمام بینکوں کو واضح ہدایات جاری کی جائیں کہ وہ مدارس/مساجد کے بینک اکاؤنٹس کی بندش کو ختم کریں اور نئے اکاؤنٹ کھولنے کے طریقہ کار کو انتہائی سادہ اور سہل بنائیں۔

(5) __دینی مدارس کے ڈیٹا وکوائف طلبی__

آئے دن مقامی انتظامیہ اور مختلف ایجنسیاں کوائف طلبی کے نام پر اہل مدارس کو ہراساں کرتی ہیں، جبکہ تمام رجسٹرڈ مدارس کے ضروری کوائف ہر ضلع کے رجسٹریشن آفس میں موجود ہوتے ہیں۔ مدارس کے مطلوبہ کوائف اور معلومات رجسٹریشن آفس سے بآسانی معلوم کی جاسکتی ہیں، اس کے باوجود اہلِ مدارس کو پریشان کرنا قابلِ اصلاح ہے۔

گزارش :

29 اگست 2019 کے معاہدہ میں طے ہوا تھا کہ دینی مدارس کے کوائف کو وفاقی وزارت تعلیم ون ونڈو

آپریشن کے ذریعے سال میں ایک بار حاصل کرے گی اور اگر دیگر اداروں کو کوائف کی ضرورت ہو تو وہ وفاقی وزارت تعلیم سے رجوع کریں گے لیکن اس فیصلہ پر عمل نہیں ہوا۔

(6) غیر ملکی طلبہ کے لیے تعلیمی ویزا اور سہولیات

جس طرح عصری تعلیم کے حصول کیلئے پاکستانی طلباء امریکہ و یورپ کے ممالک میں جاتے ہیں اسی طرح الحمدللہ! مملکت خداداد پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ دوسرے ممالک سے طلباء دینی علوم حاصل کرنے کیلئے پاکستان کا رُخ کرتے ہیں۔ایک عرصہ تک بیرونی ممالک سے طلباء پاکستان آتے رہے جس سے پاکستانی مدارس کا فیض پوری دنیا میں پھیلتا رہا لیکن جنرل پرویز مشرف صاحب کے دور حکومت میں غیر ملکی طلباء کرام کی پاکستانی مدارس میں تعلیم پر پابندی لگا دی گئی۔اس سلسلہ میں ہمارے حکومت پاکستان اور وزارت داخلہ سے کئی بار مذاکرات ہوئے جن میں غیر ملکی طلباء کرام کے داخلہ، اجراء ویزا ، قسم ویزا میں تبدیلی اور ویزا کی معیاد کو بڑھانے کے حوالے سے طریقہ کار پر اتفاق بھی ہوا، لیکن یہ تمام معاملات تاحال زیر التوا ہیں۔

گزارش :

اس سلسلہ میں وزارت داخلہ نے ایک پالیسی بنائی ہے جس میں چند نکات پر ہمیں تحفظات ہیں، براہ کرم اس پالیسی پر نظر ثانی کر کے طریقہ کار کو سادہ اور سہل بنائیں۔

(7) مدارس کو انکم ٹیکس / سیلز ٹیکس سے استثنیٰ

دینی مدارس و جامعات کے وسائل اللہ پاک کے فضل و کرم سے اہل خیر و ثروت کی زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور چرم قربانی سے ممکن ہوتے ہیں، وزارت خزانہ اور FBR ایسے ادروں کو ایک مالی سال Sub-clause (C) of Clause (36) of Section 2 of the Income Tax Ordinance 2001with rules 212 and 220 سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے، جس کی رو سے دینی مدارس و جامعات کو دیئے گئے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔گزشتہ چند برسوں سے انکم ٹیکس مستثنیٰ سرٹیفکیٹ کا اجراء عملاً روک دیا گیا ہے۔ اب چند سالوں سے حکومت نے انکم ٹیکس مستثنیٰ سرٹیفکیٹ کو ایک پرائیوٹ این جی او Pakistan Center for Philanthrophy کی تصدیق سے مشروط کر دیا ہے جو کہ عدل و انصاف کے خلاف ہے۔مزید برآں دینی مدارس و جامعات، تعلیمی و رفاہی ادارے ہیں جو یتیموں و نادار بچوں کی کفالت کرتے ہیں اس لئے انہیں جنرل سیلز ٹیکس سے استثنیٰ دیا جائے۔

گزارش :

حسب سابق مدارس و جامعات کو بروقت انکم ٹیکس مستثنیٰ سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے اور ایک پرائیوٹ این جی او

Pakistan Center for Philanthrophy کی تصدیق کی شرط کو فی الفور ختم کیا جائے اور انہیں جنرل سیلز ٹیکس سے استثنیٰ دیا جائے۔

(8) مساجد و مدارس کو یوٹیلیٹی بلوں سے استثناء دیا جائے

مساجد و مدارس دینیہ جو عوام الناس کے چندہ خیرات سے چلتے ہیں اور شدید معاشی مشکلات کا شکار ہوتے ہیں، آئے دن بجلی، گیس کی قیمتوں کے اضافے کی وجہ سے مشکلات میں دو چند اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ جس طرح حکومت سرکاری سکولوں، ہسپتالوں، گلیوں و پارکوں و دیگر عوامی جگہوں کو مفاد عامہ کیلئے یوٹیلیٹی بلوں کی ادائیگی سے مستثنیٰ کرتی ہے اسی طرح مساجد و مدارس کو بھی عوامی فلاحی ادارے شمار کرتے ہوئے یوٹیلیٹی بلوں سے مستثنیٰ قرار دے۔

گزارش :

مساجد و مدارس کو بھی عوامی رفاہی و فلاحی ادارے شمار کرتے ہوئے یوٹیلیٹی بلوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

(9) معادلۂ سندات

مختلف مسالک کے وفاقوں اور تنظیموں کی آخری سند ''شہادۃ العالمیہ'' ایچ ای سی سے باقاعدہ طور پر بحوالہ نوٹیفکیشن مورخہ 17/نومبر 1982ء نمبر 8-418/Acad/82/120 کے تحت ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات کے مساوی منظور شدہ ہے لیکن تعلیمی ادارے، یونیورسٹیاں اور حکومتی ادارے ''شہادۃ العالمیہ'' کی سند کی اس حیثیت کو عملی طور پر تسلیم نہیں کرتے اور مختلف رکاوٹیں ڈالتے رہتے ہیں۔ آنجناب سے التماس ہے کہ ''شہادۃ العالمیہ'' کی قانونی حیثیت کو تسلیم کرنے اور اس پر عمل درآمد کے لیے مؤثر ہدایات جاری فرمائیں۔ نیز وفاقوں اور تنظیموں کی تحتانی اسناد، شہادۃ العالیہ، شہادۃ الثانویۃ الخاصہ، شہادۃ الثانویۃ العامہ کو بالترتیب بی اے، ایف اے، اور میٹرک کے مساوی تسلیم کرنے کی ہدایت فرمائیں۔

(10) فورتھ شیڈول کا مسئلہ

مدارس و جامعات کے اساتذۂ کرام، انتظامیہ، متعلقین، مساجد کے ائمہ و خطباء اور علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کو بلاقصور و جرم غلط رپورٹنگ کی بنیاد پر فورتھ شیڈول کر دیا گیا ہے، حالانکہ بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ ان کا نہ تو کسی کالعدم تنظیم سے تعلق ہے اور نہ ہی فرقہ وارانہ یا دہشت گردانہ سرگرمیوں سے، انہیں فورتھ شیڈول کر کے ان کے اکاؤنٹ منجمد کر دیے گئے، نیز انہیں درس و تدریس حتی کہ اپنے قائم کردہ ادارے کے انتظام و انصرام، مساجد کی امامت و خطابت تک سے روک دیا گیا ہے، ان میں سے بہت سے حضرات نے اپیلیں بھی دائر کی ہوئی ہیں لیکن ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود کوئی شنوائی نہیں ہے۔

فورتھ شیڈول جیسے حقوق سلب کرنے والی دفعہ میں بلاتحقیق مقتدر علماء ومشائخ کو ڈال کر انہیں شہری حقوق سے محروم کرنا کس قدر ناانصافی ہے۔

واضح رہے کہ فورتھ شیڈول میں ڈالی گئی بعض شخصیات شیوخ الحدیث، مفتی، مشائخ طریقت اور نامور علماء ہیں جن کا عوامی اثر ورسوخ بھی مسلم ہے۔

گزارش :

فورتھ شیڈول میں ڈالے گئے بے قصور علماء ومشائخ کو فی الفور فورتھ شیڈول سے خارج کیا جائے۔

(11) <u>حصول چرم ہائے قربانی میں حکومتی موانع</u>

برصغیر کے مدارس کا ذریعہ آمدنی گزشتہ ڈیڑھ صدی سے مسلمانوں کی زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور چرم ہائے قربانی ہیں، قیام پاکستان سے سن 2015ء تک اس سلسلے میں مدارس کے لیے کسی قسم کی حکومتی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی، عوام خوشی سے بلا جبر واکراہ ان مدارس کی خدمت کرتے ہیں اور خدمت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں، لیکن گزشتہ کئی سالوں سے چرم قربانی جمع کرنے کے طریقہ کار کو انتہائی مشکل بلکہ ناقابل عمل بنایا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے درج ذیل مسائل پیدا ہوئے:

1۔...... ہر ضلع کے چھوٹے بڑے مدرسے کے ذمہ داران کو بار ہا دفتروں اور عدالتوں کے چکر کاٹنے پڑتے ہیں، ہر مرتبہ مختلف کاغذات لانے کے لیے کہا جاتا ہے۔

2۔...... مطلوبہ کاغذات فراہم کردینے کے باوجود اجازت کے لیے مختلف تاریخیں دی جاتی ہیں، اکثر اضلاع میں آخری شب تک معاملہ لٹکایا جاتا ہے اور ایام کار کی چھٹی ہوجانے کے بعد بتایا جاتا ہے کہ اجازت نہیں ہے یا فلاں فلاں ادارے کو اجازت ہے۔

گزارش :

اس مسئلے کا اصل حل یہی ہے کہ سابقہ طریقۂ کار کو بحال کرتے ہوئے مدارس کو اجازت سے مستثنیٰ کیا جائے۔

(12) <u>ایجوکیٹرز/لیکچرار کی بھرتی میں دینی مدارس کی اسناد کی قبولیت وشہادۃ العالمیہ کی آئینی حیثیت کے مطابق عملدرآمد</u>

''شہادۃ العالمیہ'' ایچ ای سی کے نوٹیفکیشن نمبر 8-16/HEC/A&A/2004 تاریخ 12 مئی 2004 کے مطابق ایم اے عربی و ایم اے اسلامیات کے مساوی ہے اور مذکورہ نوٹیفکیشن میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ان مضامین میں تدریس کیلئے یہ سند ایم اے عربی/اسلامیات کے مساوی ہے۔

لیکن سکول و کالج میں عربی و اسلامیات کی تدریس کے لیے بھرتی پالیسی میں" شہادۃ العالمیہ " کے ساتھ " بی۔اے" کی اضافی سند کولازمی قرار دے دیا گیا ہے جو ایچ ای سی کے مذکورہ بالا نوٹیفکیشن کے بالکل خلاف ہے۔ ایچ ای سی کے مذکورہ نوٹیفکیشن میں واضح طور پر لکھا ہے کہ " شہادۃ العالمیہ " عربی/اسلامیات کے مضامین میں تدریس کیلئے ایم اے کے مساوی ہے اس نوٹیفکیشن میں بی اے کی اضافی تعلیم کی شرط کا ذکر نہیں ہے۔

<u>گزارشات :</u>

1۔......محکمہ تعلیم ایجوکیٹرز بھرتیوں کیلئے عربی کی تدریس کیلئے بی اے کی اضافی تعلیم کی شرط کو ختم کرے۔

2۔......اسی طرح اسلامیات کے مضمون کی تدریس کیلئے بھی" شہادۃ العالمیہ " کی سند کو ایم اے اسلامیات کے مساوی قبول کیا جائے۔

3۔......کالجز میں عربی/اسلامیات کے مضامین کی تدریس کیلئے" شہادۃ العالمیہ " کے ساتھ بی اے و بی ایڈ کی اضافی تعلیم کی شرط کو ختم کیا جائے۔

ہم ایک مرتبہ پھر آنجناب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دینی حلقوں اور دینی مدارس کے مسائل ومطالبات پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے استحکام تعمیر وترقی اور دینی واسلامی تعلیم کے فروغ کیلئے مخلصانہ جدوجہد کی توفیق عطا فرمائیں (آمین) ۔

والسلام مع الاکرام

شرکاءوفد

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نمبر شمار	نام	عہدہ	دستخط
1	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان	
2	حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب	سرپرست وفاق المدارس العربیہ پاکستان	
3	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب	سیکرٹری جنرل وفاق المدارس العربیہ پاکستان ترجمان ومعاون خصوصی صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان	

مقالات ومضامین

حج اوراس کی برکات

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ شانہ نے یوں تو ہر عبادت کے لیے قدم قدم پر رحمت وعنایت اوراَجروثواب کے وعدے فرمائے ہیں، نماز وزکوٰۃ اور روزہ واعتکاف وغیرہ سب پر جنت اور جنت کی بیش بہانعمتوں کے وعدے ہیں، لیکن تمام عبادات میں ''حج بیت اللہ'' کی شان سب سے نرالی ہے، حج گویا دبستانِ عبدیت کا آخری نصاب ہے، جس کی تکمیل پر بارگاہ عالی سے رضاوخوشنودی کی آخری سندعطا کی جاتی ہے، کتنے عجیب انداز سے فرمایا گیا ہے:

''والحج المبرور ليس له جزاءٌ الاالجنة''

''اور''حج مبرور''ایک ایسی عالی شان عبادت ہے کہ بجز جنت کے اس کا اور کیا بدلہ ہوسکتا ہے۔''حج مبرور'' جس کا بدلہ صرف جنت ہی ہوسکتی ہے۔اس کی تشریح یہ ہے کہ اس میں گناہ کی آلودگی اور ریاکاری کا شائبہ نہ ہو، یعنی تمام سفرحج میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے آدمی بچے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج کیا جائے۔ بلاشبہ اس شرط کا نبھانا بھی بہت مشکل ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق اوراس کے فضل ہی سے یہ مشکل مرحلہ طے ہوسکتا ہے

حج کی ظاہری صورت بھی عجیب وغریب ہے اوراس میں غضب کی جاذبیت ہے، قدم قدم پر عشق ومحبت کی پُر بہار منزلیں طے ہوتی ہیں۔سب سے بڑے دربار کی حاضری کا قصہ ہے، دِل میں دیارِمحبوب کی آرزوئیں مچلتی ہیں، سفرطویل ہے، حلال وطیب توشۂ سفر کا اہتمام کیا جارہاہے۔ نیک اور صالح رفیق کی تلاش ہورہی ہے۔چشم پُرنم کے ساتھ عزیزواقارب سے رخصت ہورہے، لین دین کا حساب بے باق کیا جارہاہے، حق حقوق کی معافی طلب کی جارہی ہے۔کوشش یہ ہے کہ اس دربار میں حاضرہوں تو کسی کا معمولی حق بھی گردن پر نہ ہو۔ لیجئے روانگی کا وقت آیا، غسل کرلیجئے اور دوسفید نئی چادریں پہن لیجئے۔گویا انسان خوداپنے ارادہ واختیار سے سفرآخرت پر روانہ ہورہاہے۔ پہلے غسل سے بدن کے ظاہری میل کچیل کو صاف کرتاہے اور پھر کفن کی چادریں اوڑھ کر دوگانہ احرام ادا کرتا ہے اس طرح گویا توبہ وانابت کے ذریعے دل کے میل کچیل سے اپنے باطن کو پاک صاف کرتا ہے اور ظاہری وباطنی نظافت کے ساتھ شاہی دربار میں نذرانۂ عشق ومحبت پیش کرنے کا عہد کرلیتا ہے۔ارحم الراحمین نے دعوت دے کر بلایا ہے اور شاہی دربار سے بلاوا آیا ہے۔یہ فوراً''بیت اللہ الحرام'' کے شوق دیدار میں اس دعوت پر **لبیک اللّٰھم لبیک** (میں حاضرہوں، اے میرے اللہ! میں حاضرہوں) کا نعرہ بلند کرتے ہوئے مستانہ وارسوئے منزل روانہ ہوجاتا ہے۔

یہ اس والہانہ وعاشقانہ عبادت کی ابتداء ہے، زیب وزینت کے تمام مظاہر ختم۔ راحت وآسائش کے تمام تقاضے فراموش......نہ سر پر ٹوپی، نہ پاؤں میں ڈھب کا جوتا، نہ بدن پر ڈھنگ کا کپڑا، دیوانہ واررواں دواں منازلِ عشق طے کرتا ہوا جارہا ہے۔ دیارِ محبوب کی دُھن میں بادہ پیمائی ہورہی ہے۔

در بیابانہا ز شوق کعبہ خواہی زد قدم
سرزنشہا گر کند خارِ مغیلاں غم مخور

پہنچتے ہی مرکز تجلیات (کعبہ) پر نظر پڑتی ہے تو بے ساختہ دارِ محبوب کا طواف کرتا ہے بار بار چکر لگا تا ہے۔ حجر اسود جو یمین اللہ فی الارض کی حیثیت رکھتا ہے، اس کو چومتا ہے، آنکھوں سے لگا تا ہے، ملتزم سے چمٹتا ہے، زار وقطار روتا ہے۔ گویا زبانِ حال سے کہتا ہے:

نازم بچشم خود کہ روئے تو دیدہ است
افتم بپائے خویش کہ بکویت رسیدہ است
ہزار بار بوسہ زنم من دست خویش را
کہ بدامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

اس بے خود عاشق زار کو، جو قلب تپاں اور جگر سوزاں لے کر آیا تھا، پہلی مہمانی کے طور پر آبِ زم زم کا تحفۂ شیریں پیش کیا جاتا ہے جس سے تسکین قلب بھی ہوگی اور جگر کی پیاس بھی بجھے گی اور حکم ہوتا ہے کہ جتنا پیا جا سکے پی لے، خوب دل ٹھنڈا کرلے کوئی کسر نہ چھوڑے۔ یہاں سے فارغ ہو کر صفا ومروہ کے درمیان چکر لگا تا ہے۔ پھر منیٰ پہنچتا ہے پھر اس سے آگے عرفات کا رخ کرتا ہے۔ آج وادی عرفات سچ مچ ہنگامہ محشر کا منظر پیش کر رہی ہے، حیرت انگیز اجتماع ہے رنگارنگ شکلیں مختلف زبانیں، بوقلموں مناظر ہیں۔ یہ سب رب العالمین کے دربارِ قدس کے مہمان ہیں۔ یہ شاہی دربار میں عبدیت وبندگی، ضعف وبے کسی، عجز و درماندگی اور ذلت ومسکنت کا نذرانہ پیش کریں گے اور رضاء ومغفرت، فضل واحسان اور انعام واکرم کے گوہرِ مقصود سے جھولیاں بھر کرلے جائیں گے۔ اپنے لیے اپنے اعزہ واقارب اور دوست احباب کے لیے آج جو کچھ مانگیں گے نقد ملے گا۔ زوال ہوا تو ہر چہار طرف سے آہ وبکا کا شور برپا ہوا۔ اس کی آواز بھی اس حیرت انگیز طوفان گریہ وزاری میں ڈوب گئی، شام تک کا سارا وقت اسی عالم تحیر میں گذارتا ہے، کبھی خوب رورو کر مانگتا ہے، کبھی لبیک اللھم لبیک کا نعرہ لگا تا ہے، کبھی تکبیر کی گونج سے زمزمہ آراء ہوتا، کبھی تہلیل سے نغمہ سرا ہوتا ہے، کبھی **لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ** سے وحدانیت وربوبیت کی صدائیں بلند کرتا ہے۔ عابد ومعبود کا یہ تعلق کتنا دلربا ہے اور بندگی وسرافگندگی کا یہ منظر کس قدر حیرت افزا ہے؟

آفتاب غروب ہوا اور اس دشت پیمانے بوریا بستر باندھ مزدلفہ کا رُخ کیا، شب بیداری وہاں ہوگی۔ مغرب وعشاء

کی نماز وہاں پڑھی جائے گی، اظہارآداب بندگی میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہے تو وہاں نکالی جائے گی۔

کبھی رکوع وسجود ہے، کبھی وقوف وقیام ہے، کبھی تہلیل وتکبیر ہے، کبھی تسبیح وتلبیہ ہے۔ گریہ وزاری، دُعا ومناجات اور تضرع وابتہال کا نصاب پورا ہوا تو کامیابی وکامرانی کی نعمت سے سرشار ہوکر وہاں سے منیٰ کو چلا، دشمن انسانیت، عدومبین، راندۂ بارگاہ ابلیس لعین کی سرکوبی کے لیے جمرہ کی رمی کی، خلیل وذبیح (علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کی سنت قربانی کی یادتازہ کرنے کے لیے اللہ تعالی کے نام پر قربانی دی اور رضائے محبوب کے لیے جان ومال کے ایثار وقربانی کا عہد تازہ کرلیا۔ وہاں سے بارگاہ قدس کے مرکز انوار کی زیارت کر چلا، اور طواف کعبہ کے انوار وبرکات سے دیدہ و دل کی تسکین کا سامان کیا۔

الغرض! اس عاشقانہ ووالہانہ عبادت میں دیوانہ وار ایثار قربانی اور عبدیت وفنائیت کا ریکارڈ قائم کرلیتا ہے اور تجلیاتِ ربانی کے انوار وبرکات سے سراپا نور بن جاتا ہے اور رحمت، رضوان کے تحفوں سے مالا مال ہوکر اور استحقاقِ جنت کی آخری سَند لے کر اپنے وطن کو واپس لوٹتا ہے۔ اس طرح بندہ بندگی کا ثبوت دے کر جنت ورضوان الٰہی کی نعمتوں سے سرفرازی کے تمغے وصول کرلیتا ہے۔ ''والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة'' (مقبول حج کا بدل جنت سے کم کچھ نہیں ہوسکتا۔ حدیث شریف) کے آخری انعام سے مطمئن ہوجاتا ہے۔ دیکھئے کس انداز سے عشق ومحبت کی منزلیں طے کی گئیں اور کس کس طرح شاباشوں سے نوازا گیا۔ یہ اس عاشقانہ وعارفانہ عبادت کا بہت ہی مختصر سا نقشہ ہے۔ ظاہر ہے کہ مقصد بہت ہی اعلیٰ ہے، اس لیے کبھی کبھی اس مقصد کے حصول کے لیے امتحان بھی ناگزیر ہوتا ہے، مدتوں کے جمے ہوئے تہ بر تہ زنگ وغبار کو دور کرنے کے لیے شدید تنقیہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ کبھی جان پر امتحان آتا ہے، کبھی مال پر کبھی رفقاء سے تنہا کرا کر تڑپایا جاتا ہے، کبھی پٹوا کر رُلایا جاتا ہے، کبھی ہر آسائش وراحت چھین کر آخرت کی آسائش وراحت کی نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ بہرحال یہ راز سربستہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ شان ربوبیت کے کریمانہ کرشمے ہیں۔ شان صمدیت کا ظہور ہے اور ارحم الراحمین کی رحمت خفیہ کے شیون ہیں۔ رحمت الٰہی کا ظہور کبھی بصورت رحمت ہوتا ہے کبھی بشکل زحمت۔ کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہیں یہ وہ مقام ہے کہ عارفین، جودریائے معرفت کے غوطہ زن ہیں وہ بھی سر حیرت جھکا کر خاموش ہیں۔ صبر آزما امتحان لیا جاتا ہے، کبھی جوع وخوف کے، کبھی نفس واموال زیر امتحان ہوتے ہیں، رضا بالقضاء کے لیے مجاہدہ کرایا جاتا ہے اور مہربانی اور شاباش کی بارش ہوتی اور آخر میں جنت کی سند مل جاتی ہے اور ''والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة'' کا تحفہ عطا کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ عبدیت کا ظہور اور شان عشق ومحبت کا مظاہرہ جس طرح حج بیت اللہ الحرام میں ہوتا ہے کسی اور عبادت میں نہیں ہوتا۔ جس حریم قدس کو ان شاندار کلمات سے وحی ربانی میں یاد کیا ہو:

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ. فِيۡهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عن الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ آل عمران 96،97)

ان آیات بینات اوران برکات وتجلیات کا کیا ٹھکانا؟ بہرحال کہنا یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ قانون کی رُو سے بھی صحیح حج ہو، اورنیت وجذبہ بھی سچا ہو، اورقدم قدم پر تقصیر کا احساس ہو، اور یہ تصور مستمر قائم ہو کہ اس حریم اقدس میں حاضری کے آداب کی اہلیت کہاں، ہم جیسے ناپاکوں کو اس پاک سرزمین میں حاضری کی دعوت دی گئی اور پہنچ گئے ۔یہ محض حق تعالیٰ شانہ کا عظیم احسان ہے کہ اس مقدس زمین اور بُقعۂ نور میں، سراپا ظلمات والے کو جگہ عطا فرمادی۔

توقع ہے کہ اس احساس سے بارگاہ قدس میں شرف قبولیت نصیب ہو، یہ جو کچھ بیت اللہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ بہت سطحی حقائق کے درجہ میں بات عرض کی گئی، ورنہ جو حقائق واسرار عارفین وکبار صوفیاء کرام، شیخ اکبر امام ربانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ سید آدم بنوری، شاہ عبدالعزیز اور حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانا توی رحمہم اللہ جمیعاً نے بیان فرمائے ہیں وہ دائرہ بیان سے بالاتر ہیں۔ راقم الحروف نے اپنے رسالہ ''بُغية الاريب فی القبلة والمحاريب'' کے آخر میں کچھ تھوڑا سا حصہ بیان کیا ہے۔ بہرحال کعبۃ اللہ اس مادی کائنات میں ''شعائر اللہ'' میں داخل ہے، نماز میں اگر حق تعالیٰ شانہ سے مناجات وہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے تو حج میں حق تعالیٰ کے گھر میں مہمانی کا شرف ومجد حاصل ہے۔ جب ہم کلامی کی عظمت بیت اللہ الحرام میں نصیب ہو اور دونوں عظمتیں جمع ہوجائیں تو جو کچھ بھی اس کا درجہ ہوگا۔ تصور وخیال سے بالاتر ہے۔

''نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز''

یہ وہ مقام ہے کہ انتہائی تعظیم وادب کی ضرورت ہے لیکن آج کل ہماری غفلت وجہالت سے جو صورت حال ہے وہ ظاہر ہے۔ افسوس یہ کہ ہماری تمام عبادات کی صرف صورت رہ گئی، روح نکل گئی ہے۔ تمام عبادات بے جان لاشے ہیں، اگر ان میں جان ہوتی تو آج اُمت محمدیہ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ حق تعالیٰ کی رحمت ہے اور اسلام کا حکیمانہ نظام ہے کہ مساجد بھی بیوت اللہ ہیں۔ وأنَّ المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔ (مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں اُن میں صرف اللہ ہی کی عبادت ہونی چاہیے) آخری سب سے بڑا مرکزی گھر وہ مسجد حرام وہ بیت الحرام ہے، جس سے عالم میں بجز اس مقام کے جہاں حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں کوئی مقدس قطعہ نہیں، جہاں پر حق تعالیٰ کی طرف کے انوار کی موسلا دھار بارش برستی ہے، فرشتے طواف کے لیے آسمانوں سے اُترتے ہیں، حق تعالیٰ مسلمانوں اور حجاج کرام کو توفیق نصیب فرمائے کہ اس مقام کی صحیح معرفت نصیب ہو۔ بقدر طاقت بشری حق ادا کرسکیں۔ آمین۔

فلسفہ قربانی اور ملحدین کے شکوک وشبہات

مفتی محمد راشد ڈسکوی

اسلام کا فارسی میں ترجمہ ہے: گردن نہادن، اردو میں گردن جھکانا، خم کرنا، جب گردن جھکانے کا محرک اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات ہوں تو اُسے اردو میں تسلیم خم بھی کہا جاتا ہے۔ اطاعت وفرمانبرداری کے جذبہ سے گردن جھکانے والے کو مسلم کہتے ہیں، اسی سے مسلم یا مسلمان اصطلاح سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمان یا مسلم احکام الٰہی کے سامنے تسلیم خم کرنے یا گردن جھکانے والے کو کہتے ہیں۔ مسلمان کا جذبہ ایمانی ہمیشہ اُسے تیار رکھتا ہے کہ جو بھی حکم الٰہی جب اور جیسے اس کی طرف متوجہ ہو، اُسے بجالایا جائے، وہ اُسے بلاچوں وچرا قبول کر لیتے ہیں، لیکن بعض کوتاہ نظر اللہ تعالیٰ کے بعض احکام کو اپنی ناقص عقل کی گھسی پٹی کسوٹی پر پرکھ کر قبول یا رد کرنے کی ناروا جسارت کرنے لگتے ہیں اور ایسے لوگ جب ابلاغی ذرائع کا حصہ ہوں یا ذرائع ابلاغ تک ان کی رسائی میں کوئی مشکل نہ ہو تو وہ اسلامی احکام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے اور اپنی کج فہمی کے مسموم جراثیم مسلمانوں کے درمیان عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے ہی اسلامی احکام میں اہم پرحکمت حکم' قربانی کا حکم بھی ہے جو امت مسلمہ' سالانہ بجالاتی ہے اور بھرپور جذبہ ایمانی سے ادائیگی کا اہتمام کرتی ہے، مگر ایک عرصہ سے بعض نادان اس سنت ابراہیمی سے متعلق اپنے فاسد خیالات کو عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اس لیے ماہ ذوالحجہ کی مناسبت سے مناسب معلوم ہوا کہ قربانی سے متعلق ایسے ملحدین کے سطحی شکوک وشبہات کا علمی جائزہ لیا جائے، آئندہ سطور میں یہی کوشش کی جارہی ہے۔

ہر جدید تہذیب وتمدن کا دلدادہ اور مغربیت سے متاثر ذہنیت رکھنے والا اس ماہِ مبارک کے شروع ہوتے ہی سادہ لوح اور مذہب پسند مسلمانوں کا ذہن خراب کرنا شروع کر دیتا ہے کہ قربانی کی وجہ سے جانوروں کی نسل کشی ہوتی ہے، لاکھوں لوگوں کی یہ رقمیں بلاوجہ ضائع ہوتی ہیں، اس کے بجائے اگر اتنا مال رفاہِ عامہ کے مفید کاموں، ہسپتالوں کی تعمیر اور انسانیت کی فلاح وبہبود کے لیے خرچ کیا جائے، تو معاشرے کے بہت بڑے غریب اور مفلس طبقے کا بھلا ہو جائے گا، یہ افراد بھی زندگی کی ضروری سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں گے، وغیرہ وغیرہ، اس طرح منکرینِ قربانی اپنی عقلِ نارسا سے کام لیتے ہوئے بزعمِ خود قربانی کے نقصانات اور ترکِ قربانی کے فوائد بیان کرتے نظر آتے ہیں اور اس کی وجہ سے عام مسلمان ان نام نہاد دانشوروں کے زہریلے پروپیگنڈے اور بہکاوے میں آ کر اسلام کے اس عظیم

الشان حکم کو ترک کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دنوں (دس ذوالحجہ) میں دائمی عمل

اس صورتِ حال میں سب سے پہلے تو غور کرنے کی یہ بات ہے کہ عید الاضحیٰ کے اس خاص موقع پر اگر قربانی کرنے کی بنسبت انسانیت کی فلاح و بہبود میں مال خرچ کرنا اتنا ہی افضل، موزوں ومناسب یا ضروری ہوتا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہلِ ثروت اور صاحبِ نصاب مسلمانوں پر قربانی کے حکم کے بجائے غریب، مسکین اور بدحال انسانیت پر مال خرچ کرنا ضروری قرار دیا جاتا، جب کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہر دور میں غریب اور نادار طبقہ موجود رہا ہے، تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی یہ طبقہ موجود تھا، بلکہ ایسے افراد تو بکثرت موجود تھے، لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے اہلِ ثروت اور صاحبِ نصاب مسلمانوں کو اس (عید الاضحیٰ کے) موقع پر یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنا مال رفاہِ عامہ کے مفید کاموں، ہسپتالوں کی تعمیر اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کریں، بلکہ یہ حکم فرمایا کہ اس موقع پر اللہ کے حضور جانور کی قربانی پیش کریں۔

اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ان دنوں میں قربانی کرنے کا ہی تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرتے رہے:

''عن ابن عمرؓ، قال: "اقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالمدینة عشر سنین، یضحی"۔ (سنن الترمذی، الاضاحی، باب الدلیل علی ان الاضحیة سنة، رقم الحدیث: ۱۵۰۷) اور صحابہ کرام کا اس عظیم حکم کو ہمیشہ قائم رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنا ہی افضل، اولیٰ اور ضروری ہے۔

ایامِ قربانی میں قربانی افضل ہے یا نقد صدقہ؟

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: ''قربانی کے ایام میں بنسبت صدقہ کرنے کے قربانی کرنا افضل ہے۔'' امام ابو داود، امام ربیعہ اور ابوالزناد رحمہم اللہ وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ (المغنی لابن قدامہ: ۱۱/ ۶۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے بعد خلفائے راشدین کا یہی عمل تھا۔ اگر ان حضرات کے نزدیک اس سے بہتر کوئی عمل ہوتا تو وہ یقیناً قربانی کی بجائے اسی کو اختیار کرتے، دوسری بات یہ کہ ایسا ہو بھی کیسے سکتا تھا، جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان مبارک موجود ہے کہ:

''اس دن میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک (قربانی کے جانور کا) خون بہانے سے بڑھ کر بنی آدم کا کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے۔'' (عن عائشة رضی اللّٰہ عنها ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: "ما عمل آدمی

من عمل يوم النحر احب إلى الله من إهراق الدم۔''(سنن الترمذی،فضل الاضحیۃ،رقم الحدیث:۱۴۹۳)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

''کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے افضل نہیں''۔ **عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ماانفقت الورق فى شيى افضل من نحيرة فى يوم العيد "**۔(سنن الدارقطنی،کتاب الاشربۃ،باب الصید والذبائح والاطعمۃ،رقم الحدیث:۴۳)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح ذکر کرتے ہیں کہ صحیح احادیثِ مشہورہ کی بنا پر شوافع کے نزدیک ان دنوں میں قربانی کرنا ہی افضل ہے، نہ کہ صدقہ کرنا، اس لیے کہ اس دن قربانی کرنا شعارِ اسلام ہے، یہی مسلک سلف صالحین کا ہے۔(المجموع شرح المہذب:۸/ ۴۲۵)۔البتہ!وہ افراد جن پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے،اُن کے لیے یا اُن کی طرف سے قربانی کرنے کی بجائے صدقہ کرنا افضل شمار ہوگا۔(البحر الرائق:۸/۲۰۲) صاحب مرعاۃ المفاتیح شارح مشکاۃ المصابیح لکھتے ہیں کہ:''بعض فقہاء کے نزدیک قربانی واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت موکدہ، لیکن بہرصورت اس دن میں قربانی کرنا یعنی:خون بہانا متعین ہے،اس عمل کو چھوڑ کر جانور کی قیمت صدقہ کردینا کافی نہیں ہوگا،اس لیے کہ صدقہ کرنے میں شعائرِ اسلام میں سے ایک بہت بڑے شعار کا ترک لازم آتا ہے، چنانچہ! اہل ثروت پر قربانی کرنا ہی لازم ہے۔''(مرعاۃ المفاتیح:۵/۷۳)

کیا قربانی سے جانوروں کی نسل کشی ہوتی ہے؟

ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا یہ نظام چلا آرہا ہے کہ انسانوں یا جانوروں کو جس چیز کی ضرورت جتنی زیادہ ہوتی ہے،حق تعالیٰ شانہ اس کی پیدائش اور پیداوار بڑھادیتے ہیں اور جس چیز کی جتنی ضرورت کم ہوتی ہے تو اس کی پیداوار بھی اتنی ہی کم ہوجاتی ہے، آپ پوری دنیا کا سروے کریں،اچھی طرح جائزہ لیں کہ جن ممالک میں قربانی کے اس عظیم الشان حکم پر عمل کیا جاتا ہے، کیا ان ممالک میں قربانی والے جانور ناپید ہو چکے ہیں یا پہلے سے بھی زیادہ موجود ہیں؟! آپ کبھی اور کہیں سے بھی یہ نہیں سنیں گے کہ دنیا سے حلال جانور ختم ہوگئے ہیں یا اتنے کم ہوگئے ہیں کہ لوگوں کو قربانی کرنے کے لیے جانور ہی میسر نہیں آئے،جبکہ اس کے برخلاف کتے اور بلیوں کو دیکھ لیں،ان کی نسل ممالک میں کتنی ہے؟! حالاں کہ تعجب والی بات یہ ہے کہ کتے اور بلیاں ایک ایک حمل سے چار چار پانچ پانچ بچے جنتے ہیں،لیکن ان کی تعداد حلال جانوروں کے مقابلہ میں بہت کم نظر آتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی آیت: ''وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُه'''' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس آیت کے لفظی معنی یہ ہیں کہ تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اپنے خزانہءغیب سے تمہیں اس کا بدل دے دیتے ہیں، کبھی دنیا میں اور کبھی آخرت میں اور کبھی دونوں میں۔ کائناتِ عالَم کی تمام چیزوں میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے، انسان اور جانور اس کو بے دھڑک خرچ کرتے ہیں، کھیتوں اور درختوں کو سیراب کرتے ہیں، وہ پانی ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا اس کی جگہ اور نازل ہوجاتا ہے، اسی طرح زمین سے کنواں کھود کر جو پانی نکالا جاتا ہے، اس کو جتنا نکال کر خرچ کرتے ہیں اس کی جگہ دوسرا پانی قدرت کی طرف سے جمع ہوجاتا ہے۔ انسان غذا کھا کر بظاہر ختم کرلیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسری غذا مہیا کردیتے ہیں۔ بدن کی نقل وحرکت اور محنت سے جو اجزاء تحلیل ہوجاتے ہیں، ان کی جگہ دوسرے اجزاء بدل بن جاتے ہیں۔غرض انسان دنیا میں جو چیز خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عام عادت یہ ہے کہ اس کے قائم مقام اس جیسی دوسری چیز دے دیتے ہیں۔کبھی سزا دینے کے لیے یا کسی دوسری تکوینی مصلحت سے اس کے خلاف ہوجانا اس ضابطہ ؟ الٰہیہ کے منافی نہیں۔اس آیت کے اشارہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اشیا صرف انسان اور حیوانات کے لیے پیدا فرمائی ہیں، جب تک وہ خرچ ہوتی رہتی ہیں، ان کا بدل منجانب اللہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔جس چیز کا خرچ زیادہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی پیداوار بھی بڑھا دیتے ہیں۔ جانوروں میں بکرے اور گائے کا سب سے زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ ان کو ذبح کر کے گوشت کھایا جاتا ہے اور شرعی قربانیوں اور کفارات وجنایات میں ان کو ذبح کیا جاتا ہے، وہ جتنے زیادہ کام آتے ہیں، اللہ تعالیٰ اتنی ہی زیادہ اس کی پیداوار بڑھا دیتے ہیں، جس کا ہر جگہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ بکروں کی تعداد ہر وقت چھری کے نیچے رہنے کے باوجود دنیا میں زیادہ ہے، کتے بلی کی تعداد اتنی نہیں، حالانکہ کتے بلی کی نسل بظاہر زیادہ ہونی چاہیے کہ وہ ایک ہی پیٹ سے چار پانچ بچے تک پیدا کرتے ہیں، گائے بکری زیادہ سے زیادہ دو بچے دیتی ہے، گائے بکری ہر وقت ذبح ہوتی ہے، کتے بلی کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا، مگر پھر بھی یہ مشاہدہ ناقابلِ انکار ہے کہ دنیا میں گائے اور بکروں کی تعداد بنسبت کتے بلی کے زیادہ ہے۔ جب سے ہندوستان میں گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگی ہے، اس وقت سے وہاں گائے کی پیداوار گھٹ گئی ہے، ورنہ ہر بستی اور ہر گھر گایوں سے بھرا ہوتا جو ذبح نہ ہونے کے سبب بچی رہیں۔عرب نے جب سے سواری اور بار برداری میں اونٹوں سے کام لینا کم کردیا، وہاں اونٹوں کی پیداوار بھی گھٹ گئی، اس سے اس ملحدانہ شبہ کا

ازالہ ہوگیا، جو احکامِ قربانی کے مقابلہ میں اقتصادی اور معاشی تنگی کا اندیشہ پیش کر کے کیا جاتا ہے۔‘‘
(معارف القرآن، سورۃ السباء: ۳۹، ج: ۷، ص: ۳۰۳)

رفاہی کاموں کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے ہماری اس بحث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ رفاہِ عامہ کے مفید کاموں، ہسپتالوں کی تعمیر اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے غریب ومساکین اور ناداروں پر خرچ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ہمارا مقصود محض یہ ہے کہ دس ذوالحجہ سے لے کر بارہ ذوالحجہ کی شام تک جس شخص پر قربانی کرنا واجب ہے، اس کے لیے قربانی چھوڑ کر اس رقم کا صدقہ کرنا جائز نہیں ہے، ہاں! جس شخص پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے، اس کے لیے ان دنوں میں یا صاحبِ نصاب لوگوں کے ان دنوں میں قربانی کرنے کے ساتھ ساتھ یا سال کے دیگر ایام میں مالی صدقہ کرنا یقیناً بہت زیادہ ثواب کی چیز ہے۔ رفاہِ عامہ کے مفید کاموں، ہسپتالوں کی تعمیر اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرنے کے لیے اسلام نے زکاۃ، صدقۃ الفطر، عشر، کفارات، نذور، میراث، دیگر وجوبی صدقات اور ہدایا وغیرہ کا نظام وضع کیا ہوا ہے، ان احکامات کو پوری طرح عملی جامہ پہنا کر مطلوبہ نتائج ومقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں، نہ یہ کہ اسلام کے ایک عظیم الشان حکم کو مسخ کر کے تلبیس سے کام لیا جائے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ معاشرے میں ہونے والی خرافات پر تفصیلی نظر ڈالی جائے، طرح طرح کی مروج رسومات میں ضائع ہونے والے اربوں وکھربوں کی مالیت کے روپے کو کنٹرول کیا جائے، نہ کہ ایک فریضے میں صرف کرنے والوں لوگوں کو بھی بہکا کر اس سے روک دیا جائے۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’منکرینِ قربانی نے اپنی عقلِ نارسا سے کام لیتے ہوئے بزعمِ خود قربانی کے مضرات اور نقصانات اور ترکِ قربانی کے فوائد بیان کیے ہیں، مثلاً: یہ کہا ہے کہ قربانی کی وجہ سے جانوروں کی نسل کُشی ہوتی ہے اور لوگوں کی رقمیں بلاوجہ ضائع ہوتی ہیں، اگر یہ رقوم رفاہِ عامہ کے کسی مفید کام میں صَرف کی جائیں تو کیا ہی اچھا ہو، وغیرہ وغیرہ، مگر یہ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو (جو حکیم علی الاطلاق ہے اور اس کا کوئی حکم عقل کے خلاف اور خالی از حکمت نہیں ہوتا) محض ان طفل تسلیوں سے کیوں کر رد کیا جاسکتا ہے؟ کیا اس کو قربانی کا حکم دیتے وقت یہ معلوم نہ تھا کہ قربانی سے جانوروں کی نسل کشی ہوتی ہے اور اس کے یہ نقصانات ہیں؟ رب تعالیٰ کے صریح احکام میں معاذ اللہ کیڑے نکالنا کون سا ایمان ہے؟! اور پھر جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور صریح قولی فعل اور اُمتِ مسلمہ کے عمل کو جو تواتر سے ثابت ہوا ہے، خلافِ عقل یا مضر بتانا کون سا دین ہے؟!‘‘۔ (مسئلہ قربانی مع رسالہ سیف یزدانی، ص: ۱۲)

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

''بعض لوگ روحانیت سے غافل ہو کر یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ قوم کا اتنا روپیہ جو تین دن میں جانوروں کے ذبح پر ہر سال خرچ ہو جاتا ہے اور اس کا خاطر خواہ مفاد نظر نہیں آتا، اگر یہی پیسہ رفاہی اور قومی مفادات پر لگایا جائے تو بہت فائدہ ہو۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم اور اہم عبادت ہے، جیسے: حج کرنا، زکاۃ دینا، اور دوسری عبادات۔ تو کیا ان عبادات کے بارے میں بھی یہی کہا جائے گا کہ یہ فضول خرچی اور مال کو بے جا خرچ کرنا ہے؟! اس طرح تو دین کا بہت بڑا حصہ اور بہت سے دینی احکام ہی کا اسلام سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ پس جب شریعت میں قربانی کا حکم ہے تو اسے عقلی اعتراضوں اور ذہنی ڈھکوسلوں کا شکار بنانا کسی طرح درست نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا میں ہونے والی دوسری اور اصل فضول خرچیاں (جن کا شریعت نے حکم بھی نہیں دیا) ان لوگوں کو نظر نہیں آتیں، جبکہ اصل میں تو ان کے ختم کرنے اور مٹانے کی ضرورت ہے، ملک کی کتنی بڑی تعداد ایسی ہے جو سگریٹ نوشی، منشیات، کرکٹ، ہاکی اور دوسرے کھیل، جوئے بازی، گھوڑ دوڑ، ناچ گانا، فحش پروگرام، انٹرنیٹ، ٹی وی، کیبل، وی سی آر، سینما، فضول تصویر سازی اور مووی بازی اور دوسرے فحش میڈیائی پروگرام، فحش اخبار ورسائل اور دیگر ناول اور ڈائجسٹ، بسنت، عید کارڈ، شادی کارڈ، گانوں اور دیگر غلط پروگراموں کی آڈیو وویڈیو کیسٹیں اور سی ڈیز، ویڈیو گیمز، آتش بازی، شادی بیاہ، مرگ وموت اور غمی خوشی کی رسومات، مختلف فیشن، غیر شرعی بیوٹی پارلر وغیرہ کی زد میں ہے، جن کو چھوڑے اور توبہ کیے بغیر دنیا وآخرت کی فلاح اور کامیابی ملنا مشکل ہے اور یہی پیسہ اگر قومی اور رفاہی مفادات پر خرچ کیا جائے تو بہت جلد ترقی حاصل کی جاسکتی ہے۔'' (ذوالحجہ اور قربانی کے مسائل واحکام، ص:۱٦۷)

ذبح کرنے پر ایک عامیانہ اعتراض اور اس پر حضرت تھانویؒ کا حکیمانہ جواب

منکرین اور ملحدین کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی سامنے آتا ہے کہ زندہ جانوروں کے گلے پر چھری پھیر دینا بھی عقلِ سلیم کے خلاف ہے، یہ فعل مسلمانوں کی بے رحمی پر دلالت کرتا ہے، اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

''ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ شریعتِ اسلامیہ سے زیادہ رحم کسی مذہب میں بھی نہیں ہے، اور ذبحِ حیوان رحم کے خلاف نہیں، بلکہ ان کے حق میں اپنی موت مرنے سے مذبوح ہو کر مرنا بہتر ہے، کیوں کہ خود

مرنے میں قتل وذبح کی موت سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ رہا یہ سوال کہ پھر انسان کو ذبح کردیا جایا کرے، تاکہ آسانی سے مرجایا کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حالتِ یاس سے پہلے ذبح کرنا تو دیدہ دانستہ قتل کرنا ہے اور حالتِ یاس پتہ نہیں چل سکتی، کیونکہ بعض لوگ ایسی بھی دیکھے گئے ہیں کہ مرنے کے قریب ہو گئے تھے، پھر اچھے ہو گئے۔ اور شبہ حیوانات میں کیا جائے کہ ان کی تو یاس کا بھی انتظار نہیں کیا جاتا۔ جواب یہ ہے کہ بہائم اور انسان میں فرق ہے، وہ یہ کہ انسان کا تو ابقاء (باقی رکھنا) مقصود ہے، کیونکہ خلقِ عالم سے وہی مقصود ہے، اس لیے ملائکہ کے موجود ہوتے ہوئے اس کو پیدا کیا گیا، بلکہ تمام مخلوق کے موجود ہونے کے بعد اس کو پیدا کیا گیا، کیونکہ نتیجہ اور مقصود تمام مقدمات کے بعد موجود ہوا کرتا ہے، اس لیے انسان کے قتل اور ذبح کی اجازت نہیں دی گئی، ورنہ بہت سے لوگ ایسی حالت میں ذبح کردیئے جائیں گے، جس کے بعد ان کے تندرست ہونے کی امید تھی اور ذبح کرنے والوں کے نزدیک وہ یاس کی حالت میں تھا۔ اور جانور کا اِبقاء مقصود نہیں، اس لیے اس کے ذبح کی جازت اس بنا پر دے دی گئی کہ ذبح ہو جانے میں ان کو راحت ہے اور ذبح ہو جانے کے بعد ان کا گوشت وغیرہ بقائے انسانی میں مفید ہے، جس کا اِبقاء مقصود ہے، اس کو اگر ذبح نہ کیا جائے اور یونہی مرنے کے لیے چھوڑ دیا جائے تو وہ مردہ ہو کر اس کے گوشت میں سمّیت کا اثر پھیل جائے گا اور اس کا استعمال انسان کی صحت کے لیے مضر ہوگا، تو اِبقاء انسان کا وسیلہ نہ بنے گا اور قصاص، جہاد میں چونکہ افناءِ بعض افراد بغرضِ ابقاء جمیع الناس متیقن ہے، اس لیے وہاں قتل انسانی کی اجازت دی گئی، مگر ساتھ ہی اس کی رعایت کی گئی کہ حتیٰ الامکان سہولت کی صورت سے مارا جائے، یعنی: قصاص میں جو کہ قتلِ اختیاری ہے، تلوار سے۔ اور جہاد میں مثلہ وغیرہ کی ممانعت ہے۔'' (اشرف الجواب، انیسواں اعتراض: ذبح کرنے پر اعتراض اور اس کا جواب، ص:۸۶-۸۷، مکتبہ عمر فاروق، کراچی)

قربانی کی حقیقت کیا ہے؟

اگر قربانی کی حقیقت پر نظر ہو تو بھی یہ وسوسہ پیدا نہیں ہوسکتا، قربانی تو یادگار ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنا بیٹا ذبح کرو، حالانکہ! دوسری طرف خود قرآن کا اعلان ہے کہ قتل کی سزا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے، نیز! بچوں کو تو جہاد کی حالت میں بھی قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، الغرض عقل کبھی بچے اور بالخصوص اپنے معصوم بچے کے قتل کو تسلیم نہیں کرسکتی، لیکن قربان جائیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر کہ انہوں نے اللہ سے یہ نہیں پوچھا کہ اے اللہ! جو بچہ مجھے برسہا برس دعائیں مانگنے کے بعد ملا، آخر اس کا قصور کیا ہے؟! اور اگر قصور ہے بھی تو اس کو مارنے سے کیا حاصل ہوگا؟! نہیں، اس لیے کہ جہاں اور جس کام میں اللہ کا حکم آجاتا ہے وہاں چوں چرا کی گنجائش

نہیں رہتی، چاہے نفع نظر آئے یا نقصان۔

دوسری طرف قربانی کے جانور پر آنے والے اخراجات کا جائزہ لیجیے! آج کے اس مہنگائی کے دور میں بڑے جانور میں حصہ لینے کے لیے آٹھ یا نو ہزار روپے کافی ہیں اور اگر چھوٹا جانور لینا چاہیں تو بارہ سے پندرہ ہزار روپے میں کام چل جاتا ہے۔ اس جائزے کے بعد سوچیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں حکم ہو کہ تمہیں اختیار ہے کہ تم اپنا بیٹا قربانی کے لیے ذبح کرو، یا اس کی بجائے (بارہ سے پندرہ ہزار روپے کا) جانور ذبح کرو، تو بتلائیے کہ کون کس کو ترجیح دے گا؟ یقیناً بیٹے کے ذبح کے مقابلہ میں ہر عقل مند جانور ذبح کرنے کو ترجیح دے گا۔ اب ایک نظر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھی ڈالیے کہ جب ان کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم ملا (اور حکم بھی صراحۃً نہیں ملا، بلکہ خواب میں اشارۃً بتلایا گیا) تو انہوں نے ایک لمحے کے لیے بھی رُک کر یہ نہ پوچھا کہ یا باری عز وجل! اس میں میرے لیے کیا نفع ہے اور کیا نقصان؟! اور ایک ہم ہیں کہ معمولی سا جانور ذبح کرنے کا حکم دیا گیا اور ہم پوچھتے پھرتے ہیں کہ اس میں میرا کیا نفع ہے؟! اس کے بجائے یہ ہو جائے، وہ ہو جائے، وغیرہ، تو یہ قربانی کی روح کے خلاف ہے، یہ سوال کرنے والا درحقیقت قربانی کی حقیقت سے ہی ناواقف ہے، قربانی کے ذریعے تو یہ جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے کہ جب اللہ رب العزت کی طرف سے کوئی حکم آجائے تو ہم اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کی بجائے اللہ کے حکم کی پیروی کریں، اس کے حکم کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کریں، اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل میں اشارہ کیا ہے کہ ''فَلَمَّا اَسْلَمَا'' جب انہوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔۔۔۔ الخ۔ تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ قربانی محض رسم یا دل لگی نہیں ہے، بلکہ اس کے ذریعے ایک ذہنیت دینا مقصود ہے، جسے فلسفہ؟ قربانی کا نام دیا جاتا ہے، وہ یہی ہے کہ جب اللہ رب العزت کی طرف سے کوئی حکم آجائے تو ہم اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کی بجائے اللہ کے حکم کی پیروی کریں، اس کے حکم کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کریں۔

سو ضرورت ہے کہ منکرینِ قربانی، ملحدین اور مستشرقین و کفار کے اس زہریلے پروپیگنڈے کے مقابلے میں اہلِ اسلام پُر زور طریقے سے اس حکم پر عمل پیرا ہوں، اسی میں اہلِ اسلام کی خیر و بقا کا راز اور دینِ اسلام کی حفاظت مضمر ہے۔ **اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضٰی۔**

☆......☆......☆

مقالات ومضامین

مدرسہ دیوبند کا فکری اور عملی منہج

(......آخری قسط......)

مولانا مفتی طارق محمود

۸:تصنیف وتالیف

کتابی شکل میں دین کی تشریحات کو محفوظ کرنا بھی دینی خدمات کا ایک اہم شعبہ ہے۔دین کو اصلی حالت میں باقی رکھنے میں تصنیف وتالیف کا کلیدی کردار ہے۔یہی وجہ ہے کہ علمائے امت نے ہر دور میں اس دینی ضرورت کو بہترین طریقے سے پورا کیا ہے۔علمائے دیوبند نے بھی اس روایت کا تسلسل اعلی ترین معیار پر باقی رکھا ہے۔اس بارے میں محترم جناب سید مشتاق علی شاہ نے ایک مختصر فہرست مرتب کی ہے۔اس رسالے کا نام ہے: علمائے اہل سنت کی تصنیفی خدمات کی ایک جھلک ۔یہ رسالہ مکتبہ فاروقیہ، گوبند گڑھ گوجرانوالہ سے مطبوع ہے۔حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفی نے فہرست تالیفات حکیم الامت کے نام سے ایک ضخیم جلد مرتب فرمائی ہے۔جو مکتبہ دار العلوکراچی سے ۱۴۰۷ھ میں طبع ہوئی تھی۔مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ تعالی نے تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۵۱،۵۲ پر مشہور علماء دیوبند کا تصنیفی رنگ ذکر فرمایا ہے۔

حضرت نانوتوی کی تالیفات کا مجموعہ مقالات حجۃ الاسلام کے نام سے ۱۷ جلدوں میں،اور حضرت تھانوی کی تصانیف کا ایک مجموعہ مقالات حکیم الامت کے نام سے۳۴ جلدوں میں حال ہی میں ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے طبع ہوئے ہیں۔حضرت گنگوہی کے رسائل کا ایک مجموعہ تالیفات رشیدیہ کے نام سے ادارہ اسلامیات لاہور سے مطبوع ہے۔حضرت انور شاہ کشمیری کے رسائل مجموعۃ رسائل الکشمیر ی کے نام سے۴ جلدوں میں ادارۃ القرآن کراچی سے مطبوع ہیں۔

۹: سیاسیات میں شرکت

مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: علمائے دیوبند آج کی غیر شرعی سیاست کے ہجوم میں بھی ملکی معاملات اور سیاسیات کلیۃً بیگانہ یا الگ تھلگ نہیں رہے۔بلکہ شرعی حدود میں رہ کر تا بحد امکان اس میں بھی حصہ لیا،مگر مدافعانہ انداز میں۔۱۸۵۷ء میں لوجہ اللہ الگ استخلاص وطن کے لیے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی دارالعلوم دیوبند نے جنگِ آزادی میں قائدانہ حصہ لیا۔توپ وتفنگ سے انگریزوں کا

مقابلہ کیا اور بازیافت وطن کی ایک مثال قائم کر دی۔ خلافتِ ترکیہ پر روسی یلغار کے وقت حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی بقاء اور تحفظ پر مسلمانوں کی آواز کو متحد بنایا اور ترکوں کی مالی امداد کے لیے نہ صرف چندہ کر کے ہزار ہا روپیہ ہی ترکوں کی امداد کے لیے بھجوایا، بلکہ خود اپنے گھر بار کا اثاثہ بھی اسی امداد میں لگا دیا۔ انگریزوں کے تسلط کے بعد حقوقِ طلبی کے لیے جب کانگریس قائم ہوئی تو سب سے پہلے حضرت قطب وقت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ سرپرست ثانی دارالعلوم دیوبند نے اس میں شرکت کا فتویٰ دیا۔

برطانیہ کی سازش سے وقت خلافتِ ترکی پر زوال آیا تو علمائے دیوبند باوجود اپنی تدریسی مشاغل کے پوری ہمت و پامردی کے ساتھ احتجاج اور اس کے جلسوں کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ریشمی رومال کی تاریخ سے کون ناواقف ہے۔ جس کے بانی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب صدر المدرسین دارالعلوم الدیوبند قدس سرہ تھے، جنھوں نے اس سلسلے میں مالٹا کی قید و بند کے مصائب پانچ برس تک جھیلے۔

آزادیِ وطن کی تحریک اٹھی تو انھی علمائے دیوبند نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کی قیادت میں جمعیۃ العلماء ہند قائم کر کے شانہ بشانہ جنگِ آزادی لڑی اور حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے باوجود مشاغل تدریس دارالعلوم کے برسہا برس اس کی قیادت کی اور ملک کو آزاد کرایا۔

مسلم لیگ نے پاکستان کی تحریک اٹھائی اور ایک بڑے طبقہ علماء نے ابتداء اس کی مخالفت کی، لیکن یہ محسوس کر کے کہ پاکستان بن جانا یقینی ہے اور ممکن ہے کہ وہ اسلامی آئین کا خطہ ثابت ہو، حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی قیادت بھی کی تاکہ پاکستان میں دینی آواز پست ہونے نہ پائے۔ ہندوستان کو آزادی مل جانے کے بعد مسلمانوں کے حقوق کی نگرانی وحفاظت میں جمعیۃ العلماء ہند نے جو جدوجہد کی اسے تاریخ فراموش نہیں کر سکتی۔ (علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج: ص۱۷۴، ۱۷۵)

قائداعظم کی مجلس میں ایک دفعہ یہ گفتگو آئی کہ کانگریس میں علماء زیادہ ہیں اور مسلم لیگ میں علماء کوئی نہیں، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو مسلم لیگ سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ یہ سن کر قائداعظم نے جوش کے لہجہ میں فرمایا کہ مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم ہے جس کا علم وتقدس وتقوی اگر ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام علماء کا علم وتقدس وتقوی دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔ وہ مولانا اشرف علی تھانوی ہیں جو چھوٹے سے قصبے میں رہتے ہیں۔ مسلم لیگ کو ان کی حمایت کافی ہے، اور کوئی موافقت کرے یا نہ کرے ہمیں پرواہ نہیں۔ (تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی: ص۷۸، ۷۹ ملخصاً منشی عبدالرحمٰن خان، ادارہ اسلامیات، لاہور، ط:۱۹۹۲م، یہ کتاب اپنے موضوع پر بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ نیز دیکھیے: قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ: منشی

عبدالرحمٰن خان، کاروان ادب، ملتان، ط: اول: ۱۹۸۶م)

مولانا عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں: ۱۹۲۸م میں جب پہلی بار (حضرت تھانوی کی خدمت میں) حاضری ہوئی تو حضرت نے دار السلام کی اسکیم خاصی تفصیل سے بیان فرمائی تھی۔ پاکستان کا تخیل، خالص اسلامی حکومت کا خیال، یہ سب آوازیں بہت بعد کی ہیں۔ پہلے پہل اس قسم کی آوازیں یہیں کان میں پڑیں۔ حضرت کی گفتگو میں یہ جز بالکل صاف تھا۔ (ماہنامہ الحسن: حضرت تھانوی نمبر: ۱/ ۱۰۷، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ/ اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۸۷م، جامعہ اشرفیہ، لاہور) اس کے اڑھائی سال بعد اقبال مرحوم نے اپنے خطبہ الہ آباد میں پاکستان کا مطالبہ پیش کیا۔ (مصدر سابق: ۱/ ۱۰۷، پاکستان کا ابتدائی پانچ نکاتی خاکہ: منشی عبدالرحمٰن خان)

۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو ملک کی سب سے بڑی مقتدر ہستی یعنی قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے علمائے ربانی کی تاریخی خدمات کے اعتراف کے طور پر پاکستان کی پرچم کشائی کا اعزاز علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بخشا۔ جنھوں نے اپنے متبرک ہاتھوں سے آزاد پاکستان کا آزاد فضا میں پرچم لہرا کر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کو اسلامی ممالک کی برادری میں شامل کرنے کی رسم کا افتتاح کیا، اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کا جو نقشہ جون ۱۹۲۸م کو پیش کیا تھا، اس کی رسم افتتاح بھی دربار اشرفیہ کے خدام کے حصہ میں آئی۔ (تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی: ص ۲۷۲، ملخصا)

پاکستان بننے کے بعد ایک صاحب نے مجلس میں (حضرت مدنی سے) پوچھا کہ حضرت پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو حسب معمول سنجیدگی اور بشاشت سے فرمایا: مسجد جب تک نہ بنے اختلاف کیا جا سکتا ہے، لیکن جب وہ بن گئی تو مسجد ہے۔ (حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے حیرت انگیز واقعات: ص ۱۷۸، مولانا ابو الحسن بارہ بنکوی، مکتبۃ الحسن، لاہور، ط: ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹م)

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میری آخری رائے اب یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح و بہبود کی راہیں سوچنی چاہییں، اور اس کے لیے عملی اقدام اٹھانا چاہیے۔ مجلس احرار کو ہر نیک کام میں حکومت پاکستان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور خلاف شرع کام سے اجتناب۔ اصلاح احوال کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر الدین النصیحۃ پر عمل ہونا چاہیے۔ (حیات امیر شریعت: ص ۳۱۲، جانباز مرزا، چٹان پریس، لاہور، ط: ۱۹۷۰م، اور دیکھیے: ص ۳۱۱-۳۲۷)

۱۰: استغناء اور توکل

حضرت نانوتوی قدس سرہ نے دارالعلوم دیوبند کے آٹھ بنیادی اصول تحریر فرمائے۔ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ تعالی نے آٹھ انتظامی اصول تحریر فرمائے۔ آٹھ بنیادی اصولوں میں سے آخری تین اصول ملاحظہ ہوں:

۶: اس مدرسہ میں جب تک آمدنی کی کوئی سبیل یقینی نہیں تب تک یہ مدرسہ ان شاء اللہ بشرط توجہ الی اللہ اسی طرح چلے گا۔ اور اگر کوئی آمدنی ایسی یقینی حاصل ہوگئی جیسے جاگیر یا کارخانہ تجارت یا کسی امیر محکم القول کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف ورجا جو سرمایہ رجوع الی اللہ ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اور امداد غیبی موقوف ہوجائے گی۔ اور کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہوجائے گا۔ القصہ آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سروسامانی رہے۔

۷: سرکار کی شرکت اور امراء کی شرکت بھی زیادہ مضر معلوم ہوتی ہے۔

۸: تامقدور ایسے لوگوں کا چندہ موجب برکت معلوم ہوتا ہے جن کو اپنے چندے سے امید ناموری نہ ہو۔ بالجملہ حسن نیت اہل چندہ زیادہ پائیداری کا سامان معلوم ہوتا ہے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند: ص۱۴-۷ املخصا)

مولانا محمد علی جوہر جب تحریک خلافت کے موقع پر دیوبند تشریف لائے، دارالعلوم میں پہنچے اور یہ اصول ہشتگانہ حضرت (نانوتوی) ہی کے قلم سے لکھے ہوئے ان کے سامنے پیش کیے گئے تو مولانا کی آنکھوں میں آنسو آگئے، اور فرمایا: ان اصولوں کا عقل سے کیا تعلق؟ یہ تو خزانہ غیب اور مخزن معرفت سے نکلے ہوئے ہیں۔ حیرت ہے کہ جن نتائج تک ہم سو برس میں دھکے کھا کر پہنچے ہیں، یہ بزرگ سو برس پہلے ہی ان نتائج تک پہنچ چکے تھے۔ (ماہنامہ الرشید: ص۱۳۸)

نواب کلب علی خان نے اپنے خاص سیکرٹری کو اور وزیر عثمان کو حضرت (نانوتوی) کی خدمت میں بھیجا کہ میں حضرت کا میں مشتاق ہوں، مجھ سے مل لیں۔ حضرت نے اول تو اعذار شروع کیے کہ میں غریب ہوں دیہات کا رہنے والا ہوں، آداب امراء سے غیر واقف ہوں۔ لیکن وزیر نے اپنی شستہ اور سجل تقریر میں عرض کیا کہ حضرت نواب صاحب تو خود حضرت کا ادب کریں گے۔ حضرت تمام آداب سے مستثنی رہیں گے۔ تب آخر میں مولانا نے ارشاد فرمایا کہ پھر نواب صاحب ہی تو میری ملاقات کے مشتاق ہیں۔ میں تو ان کی زیارت کا مشتاق نہیں ہوں۔ اگر ان کو اشتیاق ہے تو خود مجھ سے ملنے آئیں، ان کے پیروں میں مہندی تو نہیں لگی ہے۔ بہر حال نہ جانا تھا نہ گئے۔ اور امراء کے مقابلہ میں حضرت کا یہی طرز عمل رہا ہے۔ نواب محمود علی خان صاحب رئیس چھتاری ساری عمر اسی تمنا میں رہے کہ کسی طرح مل لوں، مگر حضرت نے اتنا موقع ہی نہ دیا۔ اگر حضرت کے علی گڑھ آنے کی خبر سن کر وہ علی گڑھ آئے تو

حضرت جھٹ سے خورجہ تشریف لے گئے۔ جو خورجہ گئے تو حضرت میرٹھ آگئے۔ اسی طرح بغیر نواب صاحب کی درخواست مانے ہوئے رامپور واپس تشریف لے آئے۔ (ارواح ثلاثۃ: ص ۲۲۸، ۲۲۹) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی نواب حیدر آباد دکن سے ملاقات کا دلچسپ واقعہ دیکھیے: ملفوظات حکیم الامت: ۲۷۲/۵-۲۷۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ط: ۱۴۲۹ھ)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء اور مشائخ کو چاہیے کہ وہ ایسا طرز نہ اختیار کریں کہ جس سے اہل دین اور دین کی بے وقعتی لوگوں کی نظروں میں پیدا ہو۔ اور زیادہ تر اہل مدارس کی بدولت عوام خراب ہوئے ہیں۔ اہل مدارس مدرسوں کی وجہ سے زیادہ چاپلوسی کرتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا تو یہ چندہ نہ دیں گے۔ میں کہتا ہوں یہ خیال ہی غلط ہے کہ چندہ نہ دیں گے۔ دیں گے، ضرور دیں گے۔ اس لیے کہ یہ تو حق تعالی کے قبضہ میں ہے۔ اگر خلوص ہے پھر فلوس تو تمھارے جوتوں سے لپٹتے پھریں گے۔ اور اگر دے ہی دیا مگر تم کو اور دین کو بے وقعتی کی نظر سے دیکھا تو ایسے چندوں کو لے کر کیا کرو گے؟ کیونکہ جو مقصود تھا مدارس کا کہ دین اور اہل دین کی قلوب میں عظمت ہو، وقعت ہو، تبلیغ کا اثر ہو، جب وہ حاصل نہ ہوا تو مدارس ہی کو لے کر کیا چاٹو گے؟ مجھ کو تو ہمیشہ اس کا خیال رہتا ہے کہ دین کی اور اہل دین کی بے عظمتی اور بے وقعتی نہ ہو، اور یہ کہ ہمیشہ مصالح دنیوی پر مصالح دینی مقدم رہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۱۴۶/۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ط: ۱۴۲۹ھ) اور فرماتے ہیں: غرض نہ تکبر ہو، نہ تذلل ہو۔ اور یہ اعتدال پیدا ہوسکتا ہے کسی کامل کی صحبت سے۔ اس کی جوتیاں سیدھی کرنے سے۔ بلکہ اور ترقی کر کے کہتا ہوں کہ جوتیاں کھانے سے۔ اور یہ بھی بتلائے دیتا ہوں کہ وہ جوتیاں مارے گا نہیں، مگر تم کو اس کے لیے تیار ہو کر آنا چاہیے۔ (مصدر سابق: ۱۶۱/۶)

۱۱: متفرق تعلیمی خصوصیات

(الف) کتاب وار نظام تعلیم:

مدارس عربیہ اور بالخصوص دارالعلوم کے نظام تعلیم میں ایک خصوصیت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ وہ یہ کہ جماعت وار نظام تعلیم یعنی درجہ بندی جو عام طور پر علمی درس گاہوں اور یونیورسٹیوں میں رائج ہے اس کے بجائے کتاب وار نظام تعلیم اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی ہمارے مدارس میں جماعت بندی (کلاس سسٹم) نہیں ہے، بلکہ طلبا کو تعلیمی لحاظ سے کتابوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بتلانا ہو کہ طالب علم تعلیمی استعداد کے لحاظ سے کس دور سے گزر رہا ہے تو جماعت کا نام لینے کے بجائے یہ کہا جائے گا کہ فلاں فلاں کتاب پڑھ چکا ہے۔ سالانہ تعلیمی ترقی میں بھی درجات کے بجائے کتابوں کا ہی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ سالانہ امتحان میں اگر طالب علم ایک یا دو کتابوں میں فیل ہو

جاتا ہے، اور بقیہ میں پاس ہو جاتا ہے،تو وہ کتابیں جن میں طالب علم فیل ہوا ہے ان کتابوں کی سالانہ ترقی میں حارج نہیں ہوتیں جن میں اس نے کامیابی حاصل کر لی ہو۔جن کتابوں میں طالب علم ناکام ہوتا ہے سال آئندہ میں انھی کتابوں کا اعادہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ایک یا دو کتابوں کی ناکامی کے باعث کامیاب شدہ کتابوں کے اعادے پر مجبور کیا جائے۔اس کا نتیجہ جہاں ایک طرف یہ نکلتا ہے کہ طالب علم میں بددلی پیدا ہونے نہیں پاتی، وہیں دوسری جانب اس کی مدت اور مصارف تعلیم میں بھی فی الجملہ وقت اور روپے کی کفایت ہو جاتی ہے۔(ماہنامہ الرشید :ص۱۸۹)

(ب)طریق درس:

دارلعلوم میں لیکچروں کے بجائے تعلیم کا یہ طریقہ رائج ہے کہ استاد اور شاگرد دونوں کے سامنے کتاب ہوتی ہے۔استاد کا فرض ہے کہ جب طالب علم سبق کی عبارت پڑھ چکے تو استاد فنی حیثیت سے اس پر ایک جامع تقریر کرے جس میں متعلقہ مسائل کے ہر پہلو پر روشنی ڈالے اور آخر میں اپنی تقریر کو کتاب کی عبارت پر منطبق کر کے طالب علم کو مطمئن کر دے۔طلباء درس میں بالکل آزاد ہوتے ہیں اور وہ اس کے مستحق ہوتے ہیں کہ جب تک سبق کو پوری طرح سمجھ نہ لیں، اور جتنے اعتراضات اس سبق کے بارے میں ہوں ان کا تسلی بخش جواب استاد سے نہ سن لیں اسے آگے نہ بڑھنے دیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف طالب علم مطالعہ کر کے اور پوری تیاری کر کے درس میں آکر بیٹھتے ہیں اور دوسری طرف استاد بھی پوری محنت اور تیاری کے ساتھ پڑھانے پر مجبور ہوتا ہے۔موجودہ طریق تعلیم کے مطابق دارلعلوم میں یہ طریقہ رائج نہیں ہے کہ استاد آئے مضمون پر لیکچر دے دے اور طلباء لیکچر نوٹ کر لیں۔(مصدر سابق:ص۱۹۰)

(ج) امتحان:

دارلعلوم میں امتحان کے سلسلے میں جو قواعد مروج ہیں وہ فی الجملہ یونیورسٹیوں کے امتحانات سے زیادہ سخت ہیں۔دارلعلوم کے امتحان میں ہر کتاب کے متعلق تین سوال ہوتے ہیں اور ہر پرچے میں تینوں کا حل اس لیے لازم ہوتا ہے کہ تینوں کے نمبر مشترکہ ہوتے ہیں۔اگر ایک سوال بھی چھوڑ دیا جائے تو طالب علم فیل ہو جاتا ہے۔کامیابی کے نمبروں کا معیار ۸۰ فیصد رکھا گیا ہے جو یونیورسٹیوں کے ۳۳ فیصد سے کہیں زیادہ ہے۔(مصدر سابق:ص۱۹۱)

(د)مادری زبان میں تعلیم:

دارلعلوم(دیوبند) کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ یہاں درس وتعلیم کی زبان اردو قرار دی گئی

ہے۔کتابیں عربی زبان میں ہیں مگر اساتذہ کی تقریریں اردو میں ہوتی ہیں۔علوم وفنون کی تعلیم میں جو اہمیت مادری زبان کو حاصل ہے،اس کو یونیورسٹی کے نظام تعلیم میں بڑی مدت کے بعد سمجھا جاسکا ہے۔یہ حقیقت ہے کہ علمی مسائل جس آسانی سے مادری زبان میں سمجھ آتے ہیں اور حافظہ میں محفوظ رہتے ہیں، وہ دوسری زبان میں ممکن نہیں ہیں۔مگر انگریزی اقتدار کے غلبے نے قوم کے دماغوں کو اس قدر متاثر اور مغلوب کردیا تھا کہ وہ عرصے تک اس حقیقت کا سراغ نہ پاسکی۔(مصدر سابق:ص۱۹۱،۱۹۲)

(ہ): خالص دینی تعلیم:

حضرت تھانوی قدس سرہ ایک مثالی دینی مدرسے کی خصوصیات کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ خالص مذہبی مدرسہ ہو،یعنی دنیا کا نہ اس میں غلبہ ہو، نہ خلط ہو۔کیونکہ اگر غلبہ ہے تو احکام وآثار میں حکما وقوعا اعتبار غالب کا ہوتا ہے۔اس لیے وہ دنیوی مدرسہ ہوگا اور گفتگو ہے مذہبی دارالعلوم میں۔اس لیے دنیوی مدرسہ مذہبی دارالعلوم نہیں ہوسکتا۔اور اگر دنیا کا خلط ہے تو تجربہ سے طے ہوچکا ہے کہ دنیا بوجہ عاجل ہونے کے نفوس کو جلدی اپنی طرف مائل کرتی ہے،تو دنیا ودین کا جامع بنانا مآل کار دنیادار بنانا ہے،تو ایسا مدرسہ بھی دنیوی مدرسہ ہوگا جو مذہبی دارالعلوم نہیں بن سکتا۔دوسری غرض دارالعلوم سے خادمان مذہب کا پیدا کرنا ہے اور خدمت مذہب کے لیے صرف تحصیل علوم ہی کافی نہیں، بلکہ اس کے لیے سخت ضرورت ہے تقدس وتعشق دین وخلوص وللّٰہیت وتوکل وقناعت وتواضع وانکسار وتحمل مشاق ومصائب کی۔اور خلط دنیا کے ساتھ یقینی اور مشاہد ہے کہ یہ صفات پیدا نہیں ہوسکتیں۔نیز ان صفات کے پیدا ہونے میں ان اوصاف والوں کی صحبت طویلہ کو،اور صحبت بھی بلاشرکت ان کے اضداد کے، بڑا دخل ہے۔اور خلط کی صورت میں یا تو ایسی صحبت ہی میسر نہ ہوگی ، یا اگر ہوئی تو بوجہ خلط دنیا کے ان کے اضداد کی معیت ان آثار کو ضعیف کرتی رہے گی۔غرض ایسی جگہ کی آب وہوا دینی ومذہبی نہیں ہوسکتی۔اور بدوں اس کے یہ اوصاف نہیں پیدا ہوسکتے ،اور بدوں ان اوصاف کے کوئی خادم دین بن نہیں سکتا،تو ایسے مخلوط مدرسہ سے خدام دین نہیں پیدا ہوسکتے،اس لیے وہ دارالعلوم بھی نہیں بن سکتا۔(خطبات حکیم الامت:۳۰/۵۲،۵۳،ت:صوفی اقبال ،مولانا زاہد محمود،ادارہ تالیفات اشرفیہ،ملتان،ط:۱۴۲۸ھ)

اور فرماتے ہیں:اور میں تو آج کل اس (دستکاری کی تعلیم کو طلبہ کے لیے)بہت ہی ضروری سمجھتا ہوں، کیونکہ ایسا شخص جو کسی قسم کا پیشہ اور ہنر جانتا ہو مخلوق کو دھوکہ دے کے دنیا نہ کمائے گا۔جیسا آج کل بہت لوگوں نے پیرزادگی کا جال پھیلا رکھا ہے۔اور بہت سے نااہلوں نے وعظ گوئی کو ذریعہ معاش بنالیا ہے۔مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ دینی مدارس میں دستکاری کی شاخ کھول دی جائے ، کیونکہ ہر کام کا ایک اصول ہوتا ہے۔بے اصول

کوئی کام سرسبز نہیں ہوتا۔پس دستکاری کی تعلیم کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ اس کو دینی تعلیم کے ساتھ منضم کیا جائے۔کیونکہ پھر دونوں کے مدغم ہوجانے کا اندیشہ ہے۔اول اول انضمام ہوتا ہے، پھر انجام کار ادغام ہوجاتا ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دینی تعلیم کا نام ہی نام رہ جاتا ہے۔حالانکہ مسلمانوں کو جہاں دستکاری کی ضرورت ہے وہاں اس سے زیادہ اس کی ضرورت ہے کہ ان میں ایسے افراد پیدا ہوں جو علوم دین میں متبحر ہوں۔اور تجربہ ہے کہ دینی تعلیم میں تبحر اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ طالب علم تعلیم دین کے وقت ہمہ تن اسی طرف متوجہ ہوں،اور دستکاری کی شاخ مل جانے کے بعد توجہ منقسم ہوجائے گی۔اس لیے دین میں تبحر حاصل نہ ہوسکے گا۔اسی لیے میں اس کا بھی مخالف ہوں کہ دینی مدارس میں تقریر ومناظرہ کے لیے کوئی شعبہ قائم کیا جائے۔کیونکہ تجربہ ہے کہ طالب علم تقریر ومناظرہ میں زمان تعلیم کے وقت مشغول ہوکر پھر کتابوں میں پوری توجہ نہیں کرتے جس سے ان کی کتابی استعداد ناقص رہ جاتی ہے۔

بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان کاموں کے لیے مستقل مدارس قائم کیے جائیں۔دینی مدارس میں محض مسائل دین اور ان کے مقدمات کی تعلیم ہونی چاہیے۔اور دستکاری کے مدرسوں میں محض دستکاری کی تعلیم ہونی چاہیے۔اور مناظرہ کے مدارس میں محض مناظرہ کی تعلیم ہونی چاہیے۔اس طرح جو شخص جس مدرسہ سے فارغ ہوگا وہ اس کام میں ذی استعداد اور فاضل ہوگا۔(مصدر سابق: ۳۰/ ۳۴۵،۳۴۶)

اس سے واضح ہوا کہ دینی مدارس میں دینی علوم اور عصری فنون کے امتزاج کا انجام کیا ہوتا ہے؟اور طلبہ کو عصری فنون سکھانے کی صحیح صورت کیا ہے؟ اگر بالفرض پہلے کسی دور میں یہ امتزاج کامیاب رہا بھی ہو،تب بھی یہ اجتماع موجودہ دور کے زمینی حقائق اور معروضی حالات سے میل نہیں کھاتا۔

اس بارے میں اکابرین دیوبند کے اصل موقف کی مزید تصریحات کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

۱: سوانح قاسمی: ۲/ ۲۷۶-۲۸۷،مولانا مناظر احسن گیلانی،دارالعلوم دیوبند

۲:احسن التفہیم لمسئلۃ التعلیم:حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی،دارالنعیم،مکتبہ سید احمد شہید،لاہور،سنہ ندارد

۳:نصاب ونظام دینی مدارس:ص ۱۳۱-۱۵۴،حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی،ناشران قرآن لمیٹڈ،اردو بازار لاہور،سنہ ندارد

۴:ماہنامہ بینات:حضرت بنوری نمبر:ص ۲۲۷-۲۳۱،جامعۃ العلوم الاسلامیہ،بنوری ٹاؤن،کراچی،محرم تا ربیع الاول ۱۳۹۸ھ/جنوری،فروری ۱۹۷۸م

۵:معارف شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا):ص ۱۸۲-۱۸۵،مرتب:حافظ محمد اکبر شاہ،زمزم پبلشرز،کراچی،ط:۲۰۰۷م

۶: الہدایات المفیدۃ: حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی، احسن الفتاوی: ۱/ ۴۲۵-۴۲۸، ایچ ایم سعید، کراچی، ط: ۱۴۲۵ھ

۷: دینی مدارس میں دنیوی تعلیم: مفتی ابولبابہ شاہ منصور، ماہنامہ وفاق المدارس، ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ، ص ۲۳-۳۱

(و): بقدر ضرورت معقولات کی تعلیم:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں (ترجمہ): علم منقول غذا کی طرح مقصود ہے۔ اور علم معقول دوا کی طرح ضروری ہے، اس کے لیے جو منقول کی فرض کفایہ مقدار حاصل کرنے لگے اور اس کا ذہن دلیل میں معقول کے بغیر غلطی سے نہ بچ سکے۔ ضروری چونکہ بقدر ضرورت ہوتا ہے، اور اس کی مقدار ذہنوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ تو جتنی مقدار سے ضرورت پوری ہوجائے بس اتنی مقدار ضروری ہوگی۔ اور جسے ضرورت بھی نہ ہو اور نقصان بھی نہ ہو اس کے لیے معقولات سیکھنا مباح ہے۔ اور جسے نقصان ہو اس کے لیے مذموم ہے۔ اور جتنا نقصان ہو اسی کے لحاظ سے کراہت اور حرمت ہوگی۔ (امداد الفتاوی: ۴/ ۷۷، مکتبہ دار العلوم کراچی، ط: ۱۴۳۱ھ)

اور فرمایا: اگر علم دین کے ساتھ معقول کو اس غرض سے پڑھا جائے کہ اس سے فہم و استدلال میں سہولت ہوجاتی ہے تو اس وقت اس کا وہی حکم ہے جو نحو و صرف و بلاغت وغیرہ کا حکم ہے، کہ یہ سب علوم آلیہ ہیں، اگر ان سے علم دین میں مدد لی جائے تو تبعاً ان سے بھی ثواب مل جاتا ہے۔ (تحفۃ العلماء: ۱/ ۵۱۲، ۵۱۳، ت: مفتی محمد زید، مکتبہ سید احمد شہید، اکوڑہ خٹک، سنہ ندارد)

جب کبھی آپ (حضرت مفتی محمد شفیع) آپ کے سامنے یہ تجویز پیش ہوتی کہ معقولات کو درس نظامی سے نکال دیا جائے تو حضرت والد صاحب اس کی سخت مخالفت فرماتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ اور عقائد پر لکھی ہوئی متقدمین کی کتابیں معقولات کی اصطلاحوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور اگر قدیم منطق وفلسفہ کو بالکل دیس نکالا دے دیا جائے تو اسلاف کی ان کتابوں سے خاطر خواہ استفادے کی راہ مسدود ہوجاتی ہے۔ جو ہمارا گرانقدر علمی سرمایہ ہیں۔ اس کے علاوہ منطق وفلسفہ کی تعلیم سے ذہن کو جلا ملتی ہے اور ذہن مسائل کو مرتب طریقے سے سوچنے کا عادی بن جاتا ہے اور اس طرح یہ علوم تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کے مسائل سمجھنے میں معاون ہوتے ہیں۔

حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان علوم کی اصل حقیقت کو ذہن نشین کر کے کوئی شخص اس نیت سے ان علوم کو پڑھے پڑھائے کہ ان سے دینی علوم کی تحصیل میں مدد ملے گی تو ان علوم کی تحصیل بھی عبادت بن جائے

گی۔اور درس نظامی کے مرتبین نے اسی وجہ سے ان کو داخل درس کیا تھا۔اور حضرت شیخ الہند فرمایا کرتے تھے کہ اگر نیت بخیر ہوتو ہمارے نزدیک بخاری پڑھانے والے اور قطبی پڑھانے والے میں کوئی فرق نہیں۔دونوں اپنی اپنی جگہ خدمت انجام دے رہے ہیں اور دونوں کی خدمت موجب اجر وثواب ہے۔(البلاغ :حضرت مفتی محمد شفیع نمبر:۱/ ۳۵۸،مکتبہ دار العلو کراچی،ط:۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵م) معقولات کو نصاب سے بالکل خارج کرنے کا انجام :دیکھیے :جہان دیدہ:ص۲۲،۲۳،مکتبہ معارف القرآن،کراچی،ط:۱۴۳۱ھ)

۱۲: ختامہ مسک

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:غرض علم واخلاق،خلوت وجلوت اور مجاہدہ وجہاد کے مخلوط جذبات ودواعی سے ہر دائرہ دین میں اعتدال اور میانہ روی ان (علمائے دیوبند) کے مسلک کی امتیازی شان بن گئی۔جو علوم کی جامعیت اور اخلاق کے اعتدال کا قدرتی ثمرہ ہے۔اسی لیے ان کے محدث ہونے کے معنی فقیہ سے لڑنے یا فقیہ ہونے کے معنی محدث بیزار ہوجانے یا نسبت احسانی (تصوف پسندی) کے معنی متکلم دشمنی یا علم الکلام کی حذاقت کے معنی تصوف بیزاری کے نہیں، بلکہ اس جامع مسلک کے تحت اس تعلیم گاہ کا فاضل درجہ بدرجہ بیک وقت محدث،فقیہ،مفسر،مفتی،متکلم،صوفی (محسن)اور حکیم ومربی ثابت ہوا۔اس مسلک کی جامعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جامع علم ومعرفت، جامع عقل وعشق، جامع عمل واخلاق، جامع مجاہدہ وجہاد، جامع دیانت وسیاست، جامع روایت ودرایت، جامع خلوت وجلوت، جامع عبادت ومدنیت، جامع حکم وحکمت، جامع ظاہر وباطن اور جامع حال وقال ہے۔اس مسلک کو جو سلف وخلف کی نسبتوں سے حاصل شدہ ہے،اگر اصطلاحی الفاظ میں لایا جائے تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند دینا مسلم،فرقۃ اہل سنت والجماعت، مذہبا حنفی، مشربا صوفی، کلاما اشعری، سلوکا چشتی ،بلکہ جامع سلاسل ،فکرا ولی اللہی ،اصولا قاسمی ،فروعا رشیدی اور نسبتا دیوبندی ہے۔(تاریخ دار العلوم دیوبند:ص۲۳،۲۵ملخصا)

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالی نے جمعرات ۳۰ نومبر ۱۹۴۰م کی شب دارالحدیث دارلعلوم دیوبند میں طلبائے دارلعلوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: آپ حضرات کو ابھی اس نعمت خداوندی کی قدر نہیں ہے کہ اس نے آپ کا تعلیمی رشتہ دارلعلوم دیوبند سے منسلک کر دیا ہے۔جب اس بسم اللہ کے گنبد سے آپ باہر نکلیں گے اور کتاب و سنت اور فقہی مسائل کی تعبیر میں آپ کو افراط وتفریط کا ایک بھیانک منظر نظر آئے گا،اس وقت معلوم ہوگا کہ دیوبند اور اس کا معتدل مسلک کیسی عظیم نعمت ہے۔

میں بھی طالب علمی کے زمانے میں آپ کی طرح محض اپنے والد مرحوم کے حکم کی تعمیل میں دارالعلوم سے

متعلق ہوا، یہاں کے اساتذہ سے اپنے حوصلہ کے مطابق علم حاصل کیا اور مسلک دیوبند تقلیدً اختیار کیا، لیکن دنیا کے نشیب وفراز اور سرد وگرم دیکھنے، فرقہ وارانہ مباحث سے گزرنے کے بعد اپنی تحقیق سے اس مسلک کے اعتدال کی خوبیاں مستحضر ہوئیں۔ وطن کے اعتبار سے تو میں دیوبندی فطرتاً تھا۔ اور مسلک کے اعتبار سے تقلیدًا۔ لیکن طویل غور وفکر بحث وتمحیص کے بعد مسلک دیوبند کے اتباع کا محض تقلید سے نہیں، بلکہ بصیرت سے پابند ہوں۔ (ماہنامہ الرشید: ص ۱۵۷)

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیوبند کے صدسالہ اجلاس کے موقع پر اپنی تقریر میں فرمایا تھا:

''اس درسگاہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اختلافی مسائل کے بجائے توحید وسنت پر اپنی توجہ مرکوز کی اور یہ وہ وراثت اور امانت ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید کے وسیلہ سے اس کو ملی اور ابھی تک اسکو عزیز ہے۔ دوسری خصوصیت اتباع سنت کا جذبہ اور فکر ہے۔ تیسری خصوصیت تعلق مع اللہ کی فکر اور ذکر وحضوری اور ایمان واحتساب کا جذبہ ہے۔ چوتھا عنصر ہے اعلائے کلمۃ اللہ کا جذبہ اور کوشش اور دینی حمیت وغیرت۔ یہ چار عناصر مل جائیں تو دیوبندی بنتا ہے، اگر ان میں سے کوئی عنصر کم ہوجائے تو دیوبندیت ناقص ہے۔ فضلائے دارالعلوم دیوبند کا یہی شعار رہا ہے، اور وہ ان چاروں چیزوں کے جامع رہے ہیں۔'' (کاروان زندگی: آپ بیتی مولانا ابوالحسن علی ندوی، ۲/ ۳۱۰، ۳۱۱، مکتبہ اسلام لکھنو، ط: ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵م)

خلاصہ یہ کہ مدرسہ دیوبند اہل سنت والجماعت کے منقول ومتوارث مذہب کی علمی وعملی ہر دو طرح جامع، معتدل اور صحیح ترجمانی ہی کا نام ہے۔

اسلام زندہ باد☆ دیوبند پائندہ باد

ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

مدرسہ کے اموال میں احتیاط کی ضرورت

سب سے اول اپنے عزیزوں کو، اپنے دوستوں کو اور اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو اس کی نصیحت اور وصیت کرتا ہوں کہ مدرسہ کے مال میں بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ مدرسہ کے اوقات کا بہت ہی اہتمام کریں، یہ نہ سمجھیں کہ مجھے کون ٹوک سکتا ہے؟! یہ اللہ کا مال ہے، اور اس کا مطالبہ کرنے والا اور اس پر ٹوکنے والا بڑا سخت ہے؛ جس کے یہاں نہ کوئی سفارش چلے گی نہ وکالت۔

(شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ، آپ بیتی، ج: ۱، ص: ۶۶۲)

قرآن کریم کی سورتوں کی نزولی ترتیب

مولانا مفتی عبدالستار

کلام اللہ جو قدیم ہے، جس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام حق تعالیٰ شانہ سے کی طرف سے لے کر اُترے، جو مصاحف کے اوراق پر ثبت کر دیا گیا، جس کی کسی بھی سمت سے باطل قریب نہیں پھٹک سکتا، جو حکمت و دانائی کا ابدی پیغام ہے، جو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے ذریعہ ہدایت اور فلاح کا ضامن ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ شغف تمام مشاغل سے افضل ہے، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا گیا: ''خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔'' یہی وجہ ہے کہ علماء ربانیین نے قرآن کریم کے موضوع پر مختلف جہات سے کام کیا ہے، قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے کے سلسلہ میں ترغیبی روایات بکثرت ملتی ہیں۔

قرآن کریم کی یہ نشر و اشاعت عام ہے، خواہ تقریر سے ہو یا تحریر سے، بلکہ تحریر کا نفع عام ہوتا ہے، اس لیے قرآن کریم پر علماء ربانیین کی محنتیں منصۂ شہود پر آتی رہتی ہیں، اور کیوں نہ ہوں، جبکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے، جس کے بعد اور کوئی ہدایت نامہ نہیں آئے گا، اس لیے اس کے ساتھ تعلق نہایت مضبوط اور مستحکم ہونا ضروری ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''**إني تركت فيكم من إن اخذتم به لن تضلوا: كتاب الله وعترتي**۔'' (الجامع الترمذی، ج:۲، ص:۲۱۹)

قرآن کریم پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یہ وہ نسخہ کیمیا ہے جس کی تلاوت، جس کا دیکھنا، جس کا سننا سنانا، جس کا سیکھنا سکھانا، جس پر عمل کرنا اور جس کی کسی بھی حیثیت سے نشر و اشاعت کی خدمت کرنا، دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی عظیم سعادت ہے۔ قرآن کریم کے معانی و مطالب اور الفاظ، اس کی حرکات و سکنات اور اس کے حروف کو ٹھیک ٹھیک زبان سے ادا کرنے کی غرض سے ایسے ایسے علوم و فنون کی بنیاد ڈالی گئی ہے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب اور زبان میں نہیں ملتی، غرض جن مختلف جہتوں سے قرآن مجید کی خدمت کی گئی ہے، انہی میں سے ایک خاص خدمت قرآن کریم کی تفسیر کی ہے، سب سے پہلے مفسر قرآن، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی ختمِ نبوت کے صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ذمہ داری علماء ربانیین کے سپرد ہوئی، اور وہ وارثِ انبیاء کہلائے۔ علمائے کرام نے ہر دور میں طویل مختصر تفسیری تحریریں اُمت کی رہنمائی کے لیے لکھی ہیں اور یہ مبارک سلسلہ رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم الشان

کتاب ہے جس کے عجائبات کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے اور قرآن کریم کی تفسیر وتشریح پر تصنیف وتالیف کا سلسلہ برابر قیامت تک جاری رہے گا۔ اس میں قرآن کی آیات وسورتوں کا تسلسل، آیات وسورتوں کا باہمی ربط، آیات وسورتوں کا شانِ نزول اور وجہ تسمیہ اور قرآن کریم کی ترتیب کتابت وترتیب تلاوت کی وضاحت وتشریح بھی شامل ہے۔

قرآن کریم کے نظم ومعانی پر علماء کرام نے مختلف جہات اور مختلف انداز سے کام کیا۔ فن قراءت کے ذریعہ نظم قرآنی کی حفاظت کی گئی اور فن تفسیر کے ذریعہ قرآن کریم کے معانی ومطالب کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا گیا، فن تفسیر میں بھی علماء تفسیر نے اپنے اپنے ذوق وانداز میں متنوع خدمات انجام دی ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ معجز کلام ہے جو روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ رحمۃ للعالمین وخاتم الانبیاء والمرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال کی مدت میں بقدر ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا، جو مصحف وکتاب کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے، جس کی ابتدا سورہ فاتحہ سے ہوتی ہے اور انتہا سورہ ناس پر ہوتی ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح تواتر وتسلسل کے ساتھ منقول ہے کہ اس میں ایک حرف ونقطہ کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ اس عظیم ذات علیم وخبیر کا کلام معجز ہے جو ۲۳ سال کی مدت میں وقفہ وقفہ سے نازل ہونے کے باوجود اول سے آخر تک مربوط، منظم ومستحکم، ہموار، یک رنگ فصاحت وبلاغت سے بھرپور ہے، اس کا کوئی جز کسی خبر سے متصادم اور متضاد نہیں اور جہاں تک ترتیبِ نزول اور موجودہ ترتیب کی بات ہے تو واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم جس ترتیب کے ساتھ اس وقت موجود ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس ترتیب سے نازل نہیں ہوا تھا، بلکہ ضرورت اور حالات کے تحت نزول کی ترتیب اس سے مختلف تھی، مگر یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ ترتیب بعد کے لوگوں کی دی ہوئی نہیں ہے، بلکہ خود اللہ عزوجل کی ہدایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے قرآن کو اس طرح مرتب فرمایا تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب بھی کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی میں سے کسی کو بلاتے اور اس وحی کو ٹھیک ٹھیک قلمبند کرانے کے بعد ہدایت فرماتے کہ اس سورت کو فلاں سورۃ کے بعد اور فلاں سورۃ سے پہلے رکھو، اسی طرح اگر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ہدایت فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں آیت کے بعد اور فلاں آیت سے پہلے رکھا جائے، لہٰذا یہ ایک تسلیم شدہ تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا نزول جس روز مکمل ہوا، اسی روز اس کی موجودہ ترتیب بھی مکمل ہوگئی تھی، جو اس کا نازل کرنے والا تھا وہی اس کا مرتب کرنے والا بھی تھا، جس کے قلب پر یہ قرآن نازل کیا گیا، اسی کے ہاتھوں اسے مرتب بھی کروا دیا گیا، کسی کی کیا مجال تھی کہ اس میں کوئی مداخلت کرتا: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ '' (الحجر:۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی ایک سورۃ، کبھی ایک آیت اور کبھی ایک لفظ بھی نازل ہوا ہے، جب سورہ بقرہ کی آیت: ''وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ''(البقرۃ:۱۸۷)نازل ہوئی تو صحابی عدی بن حاتم الطائی نے صبح کا وقت معلوم کرنے کے لیے سفید اور کالا دو دھاگے اپنے پاس رکھ لیے جب ان کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو اس وقت ''مِنَ الْفَجْرِ '' کا لفظ نازل ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر کبھی ایک لفظ بھی نازل ہوتا تھا۔

قرآن کریم کا ایک دقیق اعجاز اس کی آیات اور سورتوں کے باہمی ربط وتعلق اور نظم وترتیب بھی ہے۔قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے اور وہ شروع سے آخر تک باہم مربوط ہے اور حقیقت یہی ہے کہ قرآن کریم کی آیات کے درمیان نہایت لطیف ربط پایا جاتا ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، ورنہ اگر کوئی ترتیب وربط ملحوظ نہ ہوتا تو ترتیبِ نزولی اور ترتیبِ کتابت میں فرق رکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، بلکہ جس ترتیب سے قرآن کریم نازل ہوا تھا، اسی ترتیب سے رکھ لیا جاتا اور بس،لیکن یہ جو کتابت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک الگ ترتیب قائم فرمائی، یہ اس بات کی بڑی واضح دلیل ہے کہ قرآنی آیات وسورتوں میں ربط موجود ہے، البتہ یہ ربط قدرے دقیق ہوتا ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے بڑے غور وفکر کی ضرورت ہے:''اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ''(النساء:۸۲) اسی طرح شانِ نزول کی بھی اپنی جگہ ایک اہمیت ہے۔

اسبابِ نزول کا علم تفسیر قرآن کے لیے ایک لازمی شرط کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں، اس سے علم میں پختگی اور رسوخ حاصل ہوتا ہے اور اس سے احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کن حالات میں اور کیوں نازل فرمایا؟ اس کے علاوہ اور بہت سے فوائد ہیں، جن کو مفسرین راسخین فی العلم نے اپنی کتب میں تفصیل کے ساتھ تحریر فرمادیا۔بعض سورتوں کے مکی، مدنی ہونے میں اختلاف ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ ان سورتوں کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں اور بعض حصہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا، اس وجہ سے کسی نے اس کو مکی شمار کیا تو کسی نے مدنی،لیکن ایسی سورتوں کی تعداد صرف دو چار ہی ہے، جمہور کے نزدیک مشہور ومعروف مکی ومدنی سورتوں کی تفصیل وسورتوں کی نزولی ترتیب اس طرح ہے: ۸۷سورتیں مکی اور ۲۷سورتیں مدنی ہیں۔

سورتوں کی ترتیب نزولی:

۱......العلق۔۲......القلم۔۳......المزمل۔۴......المدثر۔۵......الفاتحہ۔۶......اللھب۔۷......التکویر۔
۸......الاعلیٰ۔ ۹......اللیل۔ ۱۰......الفجر۔ ۱۱......الضحیٰ۔ ۱۲......الانشراح۔ ۱۳......العصر۔
۱۴......العادیات۔ ۱۵......الکوثر۔۱۶......التکاثر۔۱۷......الماعون۔۱۸......الکافرون۔۱۹......الفیل۔

۲۰......الفلق ۔ ۲۱......الناس ۔ ۲۲......الاخلاص ۔ ۲۳......النجم ۔ ۲۴......العبس ۔ ۲۵......القدر ۔

۲۶......الشمس ۔ ۲۷......البروج ۔ ۲۸......التین ۔ ۲۹......القریش ۔۳۰......القارعۃ ۔ ۳۱......القیامۃ ۔

۳۲......الھمزۃ ۔ ۳۳......المرسلات ۔ ۳۴......ق ۔ ۳۵......البلد ۔ ۳۶......الطارق ۔ ۳۷......القمر ۔

۳۸......ص ۔ ۳۹......الاعراف ۔ ۴۰......الجن ۔ ۴۱......یٰسین ۔ ۴۲......الفرقان ۔ ۴۳......الفاطر ۔

۴۴......مریم ۔ ۴۵......طٰہٰ ۔ ۴۶...... الواقعۃ ۔ ۴۷...... الشعراء ۔۴۸...... النمل ۔ ۴۹......القصص ۔

۵۰......بنی اسرائیل ۔ ۵۱......یونس ۔۵۲......ہود ۔۵۳......یوسف ۔۵۴......الحجر ۔ ۵۵......الانعام ۔

۵۶......الصافات ۔ ۵۷...... لقمان ۔۵۸......السبا ۔۵۹......الزمر ۔۶۰......المومن ۔۶۱......حم السجدۃ ۔

۶۲......الشوریٰ ۔ ۶۳......الزخرف ۔ ۶۴......الدخان ۔ ۶۵......الجاثیۃ ۔ ۶۶......الاحقاف ۔

۶۷......الذٰریات ۔۶۸......الغاشیۃ ۔۶۹......الکہف ۔۷۰......النحل ۔۷۱......نوح ۔۷۲......ابراہیم ۔

۷۳......الانبیاء ۔ ۷۴......المومنون ۔ ۷۵......الم السجدۃ ۔ ۷۶......الطور ۔ ۷۷......الملک ۔

۷۸......الحاقۃ ۔ ۷۹......المعارج ۔ ۸۰......النباء ۔ ۸۱......النٰزعات ۔ ۸۲......الانفطار ۔

۸۳......الانشقاق ۔ ۸۴......الروم ۔ ۸۵......العنکبوت ۔ ۸۶......المطففین ۔ ۸۷......البقرۃ ۔

۸۸......الانفال ۔ ۸۹......آلِ عمران ۔ ۹۰......الاحزاب ۔ ۹۱......الممتحنۃ ۔ ۹۲......النساء ۔

۹۳......الزلزال ۔ ۹۴......الحدید ۔۹۵......محمد ۔ ۹۶......الرعد ۔ ۹۷......الرحمٰن ۔ ۹۸......الدھر ۔

۹۹......الطلاق ۔ ۱۰۰......البینۃ ۔ ۱۰۱......الحشر ۔ ۱۰۲......النور ۔ ۱۰۳......الحج ۔ ۱۰۴......المنافقون ۔

۱۰۵......المجادلۃ ۔ ۱۰۶......الحجرات ۔ ۱۰۷......التحریم ۔ ۱۰۸......التغابن ۔ ۱۰۹......الصف ۔

۱۱۰......الجمعۃ ۔۱۱۱......الفتح ۔۱۱۲......المائدۃ ۔۱۱۳......التوبۃ ۔۱۱۴......النصر ۔

مصادر ومراجع: (۱) القرآن الکریم ۔(۲) الاتقان فی علوم القرآن: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطیؒ (۳) اصول تفسیر وعلوم القرآن: اردو ترجمہ ''یتیمۃ البیان''، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ: مکتبہ بینات ۔(۴) مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن، حصہ اول: حضرت مولانا احمد علیؒ صاحب لاہوری ۔ حصہ دوم: حضرت مولانا محمد اصغر صاحب سہارنپوری ۔ ناشر: اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۔(۵) توضیح القرآن، آسان ترجمہ قرآن: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب: مکتبہ معارف القرآن کراچی ۔(۶) خلاصۃ السور، مضامین قرآن: مولانا الطاف الرحمٰن عباسی، القرطبۃ للنشر والتوزیع، کلفٹن کراچی (۷) قرآنی معلومات: کیپٹن (ر) عبدالوحید خان صاحب، ۶۳/A فیز: ۲، ڈیفنس کراچی (۸) قرآن حکیم کا انسائیکلو پیڈیا: ڈاکٹر ذوالفقار کاظم، ناشر: بیت العلوم پرانی انارکلی لاہور ۔

اساتذہ سے سرزد ہونے والی غلطیاں

عبیداللہ بن شفیق الرحمن اعظمی

درس وتدریس سے بہتر کوئی مشغلہ نہیں اور استاد سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے، لیکن ضروری ہے کہ استاد مخلص ہو، باعمل ہو، بااخلاق اور باکردار ہو، معصوم تو نہیں لیکن غلطیوں اور گناہوں سے دور رہنے والا ہو، اس لیے کہ اگر استاد میں خامی اور غلطی ہوگی تو بچوں کی تربیت پر اس کا بڑا گہرا اثر پڑے گا، آیئے دیکھتے ہیں کہ بعض اساتذہ سے کیا کیا غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

(۱) بغیر مطالعہ کے سبق پڑھانا۔

(۲) کلاس میں دیر سے جانا، اور وقت سے پہلے نکل آنا۔

(۳) تعلیم اور تدریس چھوڑ کر کلاس میں موبائل استعمال کرنا، غیر ضروری مطالعہ کرنا، اخبار پڑھنا، سونا، مضمون لکھنا وغیرہ۔

(۴) طلبہ کے سوالات کا جواب نہ دینا، یا سوال کرنے پر ناراض ہونا۔

(۵) انصاف نہ کرنا، کسی طالب کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا۔

(۶) طلبہ کی حاضری نہ لینا۔

(۷) امتحان کے سوالات بہت مشکل بنانا۔

(۸) مارنے میں اعتدال نہ برتنا، جانوروں کی طرح پیٹنا۔

(۹) اسباق صحیح سے نہ سننا۔

(۱۰) طلبہ کو گالی دینا۔

(۱۱) غریب، یتیم کمزور سمجھ کر ظلم ڈھانا، کسی کو حقیر سمجھنا۔

(۱۲) نام بگاڑنا۔

(۱۳) کلاس روم میں داخل ہوتے وقت سلام نہ کرنا الٹا بچوں کو بطور استقبال کھڑے کرانا۔

(۱۴) امتحان کا پیپر بتا دینا۔

(۱۵) نصاب مکمل نہ کرنا۔

(۱۶) طلبہ سے مشکل کام کرانا۔

(۱۷) مدرسے کے اصول وضوابط کی پابندی نہ کرنا۔

(۱۸) مدرسے سے غائب رہنا، اپنا زیادہ وقت تقریر تبلیغ یا دوسرے مشاغل کی وجہ سے بار بار سبق کے ناغے کرنا۔

(۱۹) بچوں میں برائی دیکھنے کے باوجود خاموش رہنا۔

(۲۰) جس فن میں مہارت نہ ہو پھر بھی زبردستی تدریس کے لیے اس کتاب کو طلب کرنا۔

(۲۱) حفظ کے بچوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ نہ دینا اور باہر ٹیوشن خوب پڑھانا۔

(۲۲) اچانک بیچ سال میں کسی دوسری جگہ موٹی تنخواہ کی توقع پر مستعفی ہو جانا۔

(۲۳) نمازوں میں سستی کرنا۔

(۲۴) طلبہ پر اپنا رعب جمانا، طلبہ کے سامنے ہمیشہ اپنی بڑائی بیان کرنا۔

(۲۵) مدرسے کے خادموں اور عاملوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔

(۲۶) اپنی گھنٹی ختم ہو جانے کے باوجود بھی کلاس سے نہ نکلنا اور دوسرے استاذ کا وقت چاٹ جانا۔

(۲۷) امتحان ہال میں ہنگامہ کرنا، شور مچانا، چیخنا چلانا۔

(۲۸) اپنی ظاہری صفائی کا خیال نہ رکھنا، میلے اور خراب کپڑے پہن کر کلاس میں پڑھانے آنا۔

(۲۹) بچوں سے محبت کرنے میں غلو کرنا۔

(۳۰) ناجائز طریقے سے بچوں سے پیسے نکلوانا۔

(۳۱) بچوں کے سامنے گٹکا، بیڑی، نسوار جیسی منشیات کا استعمال کرنا۔

(۳۲) ایک مشت سے کم داڑھی چھیلنا کترنا یا کاٹنا۔

یہ چھوٹی بڑی کچھ غلطیاں ہیں جو عام طور پر مدارس کے اساتذہ سے سرزد ہوتی ہیں، اساتذہ کو چاہیے کہ ان غلطیوں سے اور تمام غلطیوں سے بچیں، اساتذہ مثالی بنیں، طلبہ کے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنیں، خوش اخلاق بنیں، اس لیے کہ طلبہ اپنے اساتذہ کو دیکھ کر بہت کچھ سیکھتے ہیں اور اپنے اساتذہ کی نقالی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے گناہ سے بچائے اور ہم سب کو معاف فرمائے اور اساتذہ کی خدمات کو قبول فرمائے آمین۔

بھارت ایک ہندو فاشسٹ اسٹیٹ بنتا جارہا ہے

اروندھتی رائے
ترجمانی: مفتی محمد عفان منصور پوری

پڑوسی ملک بھارت کے حالات کسی سے مخفی نہیں۔ وہاں کے مسلم باشندوں کو جن حالات کا سامنا ہے سب کے سامنے ہیں۔ بھارت کی سرزمین دن بدن مسلمانوں کے لیے تنگ کی جارہی ہے۔ گزشتہ ماہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا واقعہ پیش آیا، اس پر جب مسلمانوں نے اس واقعے کے خلاف مظاہرے کیے تو بجائے شاتم رسول خاتون کو گرفتار کیا جاتا مظاہرین کو پکڑ کر جیلوں میں ڈالا گیا، ان پر بدترین تشدد کیا گیا، اور ان کے گھروں کو مسمار کیا گیا۔ ان حالات پر وہاں کی معروف غیر مسلم سماجی کارکن اور قلم کار 'اروندھتی رائے' نے انگریزی زبان میں ایک چشم کشا تحریر لکھی ہے جسے الجزیرہ اور عالمی میڈیا نے بڑے پیمانے پر نشر کیا ہے۔ بزبان اردو اس تحریر کی ترجمانی پیش خدمت ہے...... (ادارہ)

گزشتہ چند مہینوں کے دوران، وزیر اعظم نریندر مودی کی بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی حکومت والی ریاستوں میں خاص طور پر حکام نے ان گھروں، دکانوں اور کاروبار کی جگہوں کو بلڈوز کرنا شروع کر دیا ہے جن کا تعلق محض حکومت مخالف مظاہروں میں حصہ لینے کے شبہ میں مسلمانوں سے ہے۔ ان ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ نے اپنی انتخابی مہم میں اس پالیسی کو فخریہ انداز میں پیش کیا ہے۔

میرے ذہن میں یہ اس لمحے کی نشان دہی کرتا ہے جب نقائص سے لبریز کمزور جمہوریت -- کھلے عام اور ڈھٹائی سے -- زبردست عوامی حمایت کے ساتھ ایک مجرم، ہندو فاشسٹ ادارے اور اسٹیٹ میں تبدیل ہوگئی ہے۔ اب ہم پر ایسے غنڈوں کی حکمرانی نظر آتی ہے جو ہندو بھگوان کے طور پر تیار کیے گئے ہیں، ان کی کتاب میں مسلم عوام دشمن نمبر ایک ہیں۔

ماضی میں مسلمانوں کو قتل وغارت، لنچنگ، ٹارگٹ کلنگ، حراستی قتل، جعلی پولیس مقابلوں اور جھوٹے بہانوں سے قید کی سزائیں دی جاتی رہیں، اب ان کے گھروں اور دوکانوں کو بلڈوز کرنا اس فہرست میں شامل ایک نیا اور انتہائی موثر ہتھیار ہے۔ جن طریقوں سے اس واقعہ کی اطلاع دی جارہی ہے اور اس کے بارے میں لکھا جارہا ہے اس سے بلڈوزر کو ایک طرح کی انتقامی طاقت کے ساتھ جوڑنے کا تاثر دیا گیا ہے، اپنے بڑے دھاتی پنجوں کے ساتھ یہ خطرناک مشین جسے "دشمن کو کچلنے" کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اسے شیطانوں کو مارنے والے ایک افسانوی خدا

کے مکینیکل ورژن کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

برطانیہ کے وزیراعظم بورس جانسن نے اپنے حالیہ دورہ ہندوستان کے دوران ایک بلڈوزر کے ساتھ کھڑے ہوکر فوٹو کھنچوایا تھا، یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ وہ بالکل نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کررہے ہیں اور وہ کس کی حمایت کر رہے ہیں ورنہ کوئی سربراہ مملکت ریاستی دورے کے دوران بلڈوزر کے ساتھ کھڑا ہونے جیسا عجیب وغریب کام کیوں کرے گا؟

اپنی طرف سے، سرکاری حکام کا اصرار ہے کہ وہ مسلمانوں کو نشانہ نہیں بنارہے ہیں اور محض غیرقانونی طور پر تعمیر کی گئی جائیدادوں کو منہدم کررہے ہیں؛ لیکن یہ استدلال کسی عقلمند کو قائل کرنے کے لیے کافی نہیں ہے، دراصل اس کا مطلب مذاق اڑانا اور دہشت پھیلانا ہے؛ کیونکہ حکام اور بیشتر ہندوستانی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے ہر قصبے اور شہر میں زیادہ تر تعمیرات یا تو غیرقانونی ہیں یا نیم قانونی، بغیر کسی نوٹس، اپیل یا سماعت کے موقع کے خالصتاً تعزیری وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے گھروں اور کاروباروں کو بلڈوز کرنے سے کئی چیزیں بیک وقت حاصل ہوجاتی ہیں۔

بلڈوزر کے دور سے پہلے مسلمانوں کو سر پھرے ہجوم اور پولیس کے ذریعے سزا دی جاتی تھی، پولیس کا عملہ یا تو سزا دینے میں شریک ہوتا تھا یا پھر منہ موڑ کر کھڑے رہنے کا انتخاب کرتا تھا۔ اب املاک کو بلڈوز کرنے میں صرف پولیس ہی نہیں بلکہ میونسپل حکام، میڈیا...... جو قتل کے تماشے کو وسعت دینے اور نشر کرنے کے لیے موجود رہتے ھیں ......اور عدالتیں بھی شامل ہورہی ہیں جو اس ظالمانہ کارروائی کی روک پر مداخلت نہیں کرنا چاہتیں۔

اس کا مقصد مسلمانوں کو یہ بتانا ہے کہ تم اپنے طور پر جو چاہو کرلو کوئی مدد نہیں آئے گی اور حد یہ ہے کہ آپ کی اپیل کی سماعت کے لئے کوئی عدالت تیار نہ ہوگی۔ دوسری کمیونٹیز سے تعلق رکھنے والے حکومت مخالف مظاہرین کی املاک کو کبھی بھی اس طرح نشانہ نہیں بنایا جاتا، مثال کے طور پر، 16 جون کو بی جے پی حکومت کی فوج میں بھرتی کی نئی پالیسی سے مشتعل دسیوں ہزار نوجوان پورے شمالی ہندوستان میں پرتشدد ہنگامے پر چلے گئے انہوں نے ٹرینوں اور گاڑیوں کو جلا دیا، سڑکیں بلاک کردیں اور ایک قصبے میں انہوں نے بی جے پی کا دفتر بھی جلا دیا؛ لیکن ان میں سے چونکہ اکثر مسلمان نہیں ہیں اسلئے ان کے گھر اور خاندان محفوظ رہیں گے۔

2014 اور 2019 کے دو عام انتخابات میں بی جے پی نے یہ دکھایا ہے کہ اسے قومی انتخابات میں پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کی 200 ملین مسلم آبادی کے ووٹ کی ضرورت نہیں ہے لہذا درحقیقت اس کو ہم ایک طرح سے حق رائے دہی سے محروم کرنے کی طرف اٹھنے والے ایک قدم کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ یقیناً اس کے خطرناک نتائج ہوں گے؛ کیونکہ ایک مرتبہ جب آپ حق رائے دہی سے محروم ہوجاتے ہیں

تو آپ غیر ضروری ہو جائیں گے اور آپ کو بیجا زیادتی کا نشانہ بنایا جائیگا، یہ وہی ہے جس کا اب ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بی جے پی کے اعلیٰ عہدیداروں نے عوامی طور پر ہر اس شخصیت کی توہین کرنے کے بعد جو مسلمانوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ مقدس ہے، توھین کرنے والی کو اپنی حمایت سے محروم نہیں کیا اور نہ ہی اس کو پارٹی یا اسکے ذمے داران کی طرف سے معنیٰ خیز تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔

ان گستاخیوں کے ردعمل میں مسلمانوں کی طرف سے نمایاں طور پر جو احتجاج کیا گیا وہ قابل فہم تھا پھر احتجاج کے بعد جو پولرائزیشن ہوا اس نے بی جے پی کی حمایت میں اضافہ ہی کیا ہے، توہین کرنے والی بی جے پی کی ترجمان کو اگرچہ پارٹی سے معطل کر دیا گیا ہے، لیکن پارٹی کارکنان نے کھلے عام اسے گلے لگایا ہے اور اس کا سیاسی مستقبل روشن نظر آتا ہے۔

آج ہندوستان میں ہم ایسے حالات دیکھ رہے ہیں جس کے نتیجہ میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ادارے جنہیں بنانے میں برسوں لگے وہ تباہی کے دہانے پر ہیں، نوجوانوں کی ایک نئی نسل پوری طرح سے برین واش کر کے پروان چڑھ رہی ہے جس کا اپنے ملک کی تاریخ یا ثقافتی پیچیدگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، حکومت تقریباً 400 ٹی وی چینلز ان گنت ویب سائٹس اور اخبارات پر مشتمل میڈیا کی مدد سے۔ ہندو مسلم دونوں طرف نفرت پھیلانے والے کرداروں کی وجہ سے تعصب اور نفرت کا مسلسل ڈھول پیٹ رہی ہے۔ سوشل میڈیا پر اب مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے کھلے عام پوسٹ کا سامنا کرنا معمول بن گیا ہے۔

اس موقعہ پر ہم میں سے جو لوگ اس ماحول کے خلاف کھڑے ہیں خاص طور پر ہندوستان کی مسلم کمیونٹی کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ جواب دینے کے لیے مشکل سوالات ہیں، کیوں کہ آج ہندوستان میں خود مزاحمت خواہ کتنی ہی پرامن ہو، دہشت گردی کی کارروائی کے مرادف ایک گھناؤنا جرم سمجھا جاتا ہے۔

تقویٰ امن عالم کا ضامن ہے

عام طور سے دنیا میں فسق و فجور، مار دھاڑ، اور بدامنی، بدنیتی اور فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ ارتکاب جرائم کی وجہ یہ نہیں کہ اس دور میں فوج اور پولیس کی کمی ہے، بلکہ دلوں میں اللہ کا ڈر اور خوف باقی نہیں ہے۔ اگر یہ ہو تو آدمی کو ارتکاب جرائم کی ہمت ہی نہیں ہوگی، خواہ وہاں پولیس اور فوج ہو یا نہ ہو، پھر چاہے تنہائی میں بھی ہو وہاں بھی گناہ سے بچے گا۔ (حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، خطبات حکیم الاسلام ج:۹ ص:۷۳)

مقالات ومضامین

موجودہ معاشی بحران اور کرنے کے دو کام

محمد احمد حافظ

وطن عزیز پاکستان اس وقت سنگین معاشی بحران سے دوچار ہے۔خیال تھا کہ حکومت بدلے گی تو حالات بھی سدھریں گے۔حکومت تو بدلی......مگر خرابی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔اس وقت باشندگان وطن غیر معمولی مہنگائی کی زد میں ہیں۔پیٹرول بجلی ہوا اور پانی کی طرح انسانی ضروریات میں شامل ہیں۔ان کی قیمتوں میں اتنا اضافہ کردیا گیا ہے کہ ''قیمتوں کے آسمان کو چھونے'' والا محاورہ بھی پامال نظر آتا ہے۔یہ دو ایسی چیزیں ہیں کہ جب ان کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو گویا تمام اشیاءِ ضرورت کی قیمتوں کو پر لگ جاتے ہیں۔چونکہ قیمتوں پر کنٹرول کا بھی کوئی نظام وانتظام نہیں اس لیے ہر تاجر قیمتوں میں من چاہا اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ دودھ،سبزی،آٹا،دال ،چاول، پکوان کا تیل؛عوام کی قوت خرید سے باہر ہوتے جارہے ہیں۔اس ضمن میں دیہاڑی دار طبقہ، مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس طبقہ شدید متاثر ہے۔اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس ومساجد اور ان سے وابستہ اساتذہ،ائمہ مساجد اور ان کے ساتھ دیگر خدمات انجام دینے والا طبقہ شدید متاثر ہوا ہے جو پہلے ہی کم ترین تنخواہوں پر کام کررہا ہے۔

دو تین برس قبل کرونا کے باعث ہونے والی معاشی کساد بازاری نے دینی مدارس کو حاصل ہونے والے عطیات پر منفی اثر ڈالا تھا،ابھی وہ اس سے پوری طرح سنبھل نہیں پائے تھے کہ مہنگائی کی حالیہ لہر نے مزید ستم ڈھا دیے ہیں۔

مدارس ومساجد کے یوٹیلٹی بلز،طلبہ کی تعلیم اور قیام وطعام کے اِخراجات ،اساتذہ کی تنخواہیں،تعمیرات اور مینٹیننس کے خرچے...... یہ سب مل کر لاکھوں اور کروڑوں بجٹ کے حامل ہوتے ہیں۔دینی مدارس کے یہ تمام اخراجات مخیّر حضرات کے عطیات سے پورے کیے جاتے ہیں۔ادھر حالت یہ ہے کہ عطیہ دہندگان ہی شدید معاشی دباؤ کا شکار ہوچکے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آج ہم اس حالت تک کیوں اور کیسے پہنچے ہیں؟......اس کے جواب میں بہت کچھ لکھا اور کہا جاسکتا ہے مگر سامنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے اپنی قومی تجارت ومعیشت کو سودی بیساکھیوں پر کھڑا کررکھا ہے۔ہم اپنے ملکی بجٹ کے اہداف حاصل کرنے اور ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے عالمی سودی اداروں سے قرضے لیتے ہیں۔آج ان قرضوں کا سود در سود اس قدر ہوچکا ہے کہ اسے ادا کرنے کا بظاہر کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔معیشت تباہ ہوچکی ہے۔ملکی معاملات کو چلانے کے لیے مزید سودی قرضے لیے جارہے ہیں،قومی املاک گروی رکھی

جا رہی ہیں۔اس ضمن میں آئی ایم ایف کی ایسی شرائط تسلیم کی گئیں جو نہایت شرم ناک اور ہلاکت خیز ہیں۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ سود کی حرمت پر کوئی دورائے نہیں،اوراس کی تباہ کاریاں غیر معمولی ہیں۔سود کی شناعت وقباحت قرآن وحدیث میں کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں،حتیٰ کہ سودخوری نہ چھوڑنے پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کھلا اعلان جنگ فرمایا ہے۔ابھی گذشتہ رمضان المبارک میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خاتمے کا فیصلہ سنایا ہے۔یہ پہلا موقع نہیں ہے،اس سے قبل ۱۹۹۱ء میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خاتمے کا فیصلہ دیا تھا جس پر اپیل کردی گئی،حکومتیں آتی جاتی رہیں،تقریباً ۳۲ برس اپیل دراپیل اور سماعتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔اب بارِ دگر وفاقی شرعی عدالت نے سود کے متعلق اپنا فیصلہ دیا تو ایک بار پھر اسٹیٹ بینک سمیت چار دیگر بینکوں نے شرعی عدالت کے فیصلے پر اپیل دائر کردی،جس کا واضح مقصد نظر آتا ہے کہ مقتدر حلقے سود کے خاتمے میں قطعی سنجیدہ نہیں ہیں،اور وہ انسانیت کا خون چوسنے والے اس بدترین نظام معیشت کو ملک وقوم پر مسلط رکھنے کے لیے مصر ہیں۔

بلاشبہ سود نے صرف ہماری معیشت کو نہیں ڈبویا بلکہ اس نے معاشرے کی اخلاقی حالت کو بھی تباہ کیا ہے۔خودغرضی،حرص،حسد،کینہ،سنگ دلی جیسی روحانی بیماریاں وبا کی طرح عام ہوئی ہیں۔فواحش ومنکرات کا شیوع ہوا ہے۔سرمایہ دارانہ سودی نظام کی وجہ سے امیر امیر تر اور غریب؛غریب تر ہو رہا ہے۔کیا کہیے اور کس دل سے کہیے کہ معاشی تنگ دستی کی وجہ سے اچھے اور وضع دار گھرانوں کی بچیاں دووقت کی روٹی پوری کرنے کے لیے اپنی عصمت کو جنس بازار بنانے لگی ہیں۔یہ نہایت افسوسناک صورت حال ہے،اب بھی نہ جاگے تو کب جاگیں گے؟۔

اس وقت دوکام بہت اہمیت کے حامل ہیں،پاکستان کو جس طرح کے غیر معمولی حالات کا سامنا ہے؛ان کے پیش نظر فوری طور پر قومی سطح کی کانفرنس بلائی جائے،جس میں ملک وملت کا درد رکھنے والے جید علماء،اکابر ملت،قومی زعماء،دانشور اور تجارت ومعیشت میں نمایاں نام رکھنے والے افراد شامل ہوں،جو اپنے علم،تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر ایسی قابل عمل تجاویز پیش کریں جو وطن عزیز کو معاشی بحران سے نکالنے میں مدد دیں۔ان تجاویز کو قانونی شکل دی جائے اور حکومتیں ان کی روح کے مطابق عمل کرنے کی پابند ہوں۔

ان مشکل حالات سے نکلنے کے لیے دوسرا اور سب سے اہم کام توبہ واستغفار کا اہتمام اور اپنے تمام امور حیات کو شریعت مطہرہ کے مطابق استوار کرنے کا عزم ہے۔اس کی ضرورت سب کو ہے کیا امیر وغریب اور کیا شاہ وگدا......اہل مدارس کو بھی خاص اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔خود ہمارے ہاں بھی بعض ناپسندیدہ امور راہ پا گئے ہیں جو غضب الٰہی کا سبب ہیں۔ہر شخص اپنے آپ کو ٹٹولے اور جہاں کہیں کمزوری کوتاہی نظر آئے اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو......آمین یارب العالمین!۔

صوبائی ناظم کے پی کے سے جنوبی وزیرستان کے مہتممینِ مدارس کے وفد کی ملاقات

مفتی سراج الحسن

05 جون 2022ء کو جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھنے والے مدارس کے مہتممین نے مولانا عصام الدین صاحب (ایم پی اے) کی قیادت میں دس رکنی وفد نے صوبائی ناظم وفاق المدارس حضرت مولانا حسین احمد صاحب زید مجدہم سے ملاقات کی۔ وفد نے مدارس کی حفاظت اور آزادی وحریت کے لیے وفاق المدارس کی کوششوں کو سراہا بالخصوص ضم شدہ اضلاع میں آپریشن کے بعد مدارس کی بحالی اور مسائل کے حل کرنے کے لیے ہر فورم پر آواز اٹھانے پر صوبائی ناظم مولانا حسین احمد صاحب کی کوششوں کو زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ آپ نے وفد سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ وفاق المدارس ضم شدہ اضلاع میں قائم مدارس کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہے۔ ان مشکلات کے حل کے لیے وفاق المدارس نے ہر فورم پر آواز اٹھائی ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے شرکائے وفد کو فرمایا کہ ضم شدہ اضلاع میں قائم دینی مدارس کی بحالی اور ان کے دیگر مسائل کے حل کے لیے کور کمانڈر پشاور سے ملاقات میں مدارس کے مسائل کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی ہے۔ حکومت نے قبائلی علاقوں میں آپریشن کیا جس کی وجہ سے امن بحال ہوا جس کے بعد وہاں سکولز، کالجز اور ہسپتال وغیرہ بحال کر دیئے گئے ہیں مگر مدارس اب بھی مکمل طور پر بحال نہیں۔ لہذا ہم قبائلی اضلاع میں تمام مدارس کی مکمل بحال کرنے کا پرزور مطالبہ کرتے ہیں، تاکہ ان میں تعلیم کا سلسلہ پھر سے شروع کیا جاسکے۔ آپ نے شرکائے وفد کو بتایا کہ ہم نے مقتدر حلقوں پر واضح کیا کہ مدارس ملکی آئین اور قانون کے محافظ ہیں ہمیں شک کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ مدارس ذاتی اغراض کے لیے نہیں بنے بلکہ یہ دنیا کی سب سے بڑی این جی اوز ہیں جہاں 30 لاکھ سے زائد طلبہ وطالبات مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدارس نے ہر وقت میں ملک وملت کی تعمیری خدمات انجام دی ہیں۔ جس طرح ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے لیے فوج ضروری ہے اسی طرح نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے دینی مدارس کا وجود ناگزیر ہے۔ مدارس جہاں مذہب کو تحفظ دیتے ہیں وہاں ہماری تہذیب کے بھی محافظ ہیں۔ آج مدارس کے خلاف استعماری قوتیں متحد ہو چکی ہیں ہم اتحاد واتفاق کے ذریعے مدارس کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنادینگے۔ اسلام امن، محبت، بھائی چارے اور احترام انسانیت کا درس دیتا ہے اور مدارس میں یہی پڑھایا جارہا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں سکھایا جارہا ہے۔

مدارس میں ملک وقوم کے خیر خواہ تیار ہوتے ہیں۔شرکائے وفد نے مدارس کی رجسٹریشن اور کوائف طلبی کے بارے مشکلات سے صوبائی ناظم کو آگاہ کیا جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ آج ہمارے مدارس کا سب سے بڑا مسئلہ رجسٹریشن کا ہے۔ایک طرف سیکورٹی اداروں والے مدارس سے رجسٹریشن کا مطالبہ کرتے ہیں۔جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ 1860ء سوسائیٹز ایکٹ کے تحت پہلے مدارس کی رجسٹریشن محکمہ صنعت وحرفت کے پاس تھی۔مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے 1860ء کا سوسائیٹز ایکٹ پہلے سے موجود ہے اس ایکٹ میں 2005ء میں ترامیم ہوئی ہیں۔جو قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں سے منظور ہوئی ہیں۔مدارس اس قانون کے تحت اپنی رجسٹریشن اور تجدید کروانا چاہتے ہیں لیکن اب حکومت کی جانب سے اس پر پابندی ہے اور کہتے ہیں کہ اب مدارس کی رجسٹریشن وزارت تعلیم کے پاس ہے جبکہ وزارت تعلیم کے پاس مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے کوئی قانون سازی نہیں ہوئی ہے،جس کی وجہ سے وہ بھی مدارس کی رجسٹریشن سے انکاری ہے۔تو مدارس کی رجسٹریشن میں رکاوٹ حکومت خود ہے اس کے لیے ایسے ضابطے مقرر کیے گئے ہیں جن کے ہوتے ہوئے رجسٹریشن کے مرحلہ تک پہنچنا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔اب ایک طرف تو مدارس سے رجسٹریشن اور تجدید کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور مدارس کو تنگ کیا جارہا ہے مگر دوسری جانب اس کو اتنا مشکل کردیا گیا ہے کہ رجسٹریشن کے کاغذات مہینوں اور برسوں سے رجسٹرار آفس میں پڑے ہوئے ہیں اور ان پر کسی طرح کی کارروائی نہیں ہورہی ہے۔تو ہمارا مطالبہ ہے کہ یا تو سیکورٹی ادارے مدارس سے رجسٹریشن کا مطالبہ نہ کریں یا ماورائے قانون ضابطے ہٹانے میں ہمارے ساتھ تعاون کرکے رجسٹریشن کے عمل کو معاہدے کے مطابق آسان بنایا جائے۔

صوبائی ناظم نے مدارس سے کوائف طلبی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ اگرچہ مدارس سے امتیازی سلوک ہے مگر ملکی امن وسلامتی کی خاطر ہمیں سب قبول ہیں اور ملکی سلامتی میں تعاون کے جذبے سے سرشار دینی مدارس یہ ڈیٹا کئی برس سے دیتے آئے ہیں۔مگر مشکل یہ ہے کہ ہر ادارہ سال میں کئی مرتبہ یہ تفصیلات مانگتا ہے جو یقیناً پریشان کرنے والا عمل ہے۔ہمارا مطالبہ ہے کہ ڈیٹا کولیکشن کے لیے ہمیں ون ونڈو کی سہولت دی جائے اور سال میں ایک مرتبہ ایک ادارہ تمام مدارس سے ڈیٹا وصول کرے جس کو حکومتی ادارے بوقت ضرورت ایک دوسرے کو فراہم کریں۔اور کوائف طلبی کے نام پر مدارس کو مزید تنگ نہ کیا جائے۔

وفد میں مولانا عصام الدین صاحب کے علاوہ مولانا شیر عالم،مولانا داود،مولانا جلال الدین،مولانا جمیل قریشی،مولانا ضیاء الرحمٰن جمالی،مولانا اکرام اللہ مکین،مفتی اکبر جان شریک تھے۔

اتحاد تنظیمات مدارس کے وفد کی وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات

لاہور/کراچی (28جون 2022ء) ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا محمد حنیف جالندھری کی سربراہی میں اتحاد تنظیمات مدارس کے وفد کی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں حمزہ شہباز سے ملاقات، پنجاب میں مدارس کو درپیش مسائل ومشکلات سے آگاہ کیا، وزیر اعلیٰ کی جانب سے علماء کرام اور دینی مدارس کے کردار کو خراج تحسین، کوائف طلبی کے نام پر مدارس کو ہراساں کرنے کا سلسلہ فی الفور بند کرنے، بے گناہ علماء ومشائخ کو فورتھ شیڈول سے نکالنے اور مدارس کو قربانی کی کھالیں جمع کرنے کے حوالے سے گزشتہ برسوں کے دوران درپیش رکاوٹوں کو فی الفور دور کرنے کا مطالبہ، وزیر اعلیٰ کی جانب سے صوبائی وزیر داخلہ کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دے کر دو تین روز میں تمام مسائل حل کرنے کی یقین دہانی۔

تفصیلات کے مطابق وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد حنیف جالندھری کی سربراہی میں اتحاد تنظیمات مدارس کے وفد نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں حمزہ شہباز سے ملاقات کی وفد میں رابطۃ المدارس کے شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک، وفاق المدارس پنجاب کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا امجد خان، تنظیم المدارس کے مفتی عمران احمد، جامعہ نعیمیہ کے مفتی انتخاب احمد نوری، وفاق المدارس السّلفیہ کے مولانا ڈاکٹر عبدالغفور راشد، وفاق المدارس الشیعہ کے علامہ مرید حسین نقوی، جامعہ اشرفیہ کے مولانا حافظ اسعد عبید، جامعۃ الخیر کے مولانا احمد حنیف جالندھری اور دیگر شامل تھے اس موقع پر مولانا محمد حنیف جالندھری نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ پنجاب کے مختلف علاقوں سے مسلسل یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ کوائف طلبی کے نام پر مدارس کے ذمہ داران اور اساتذہ کرام کو مسلسل ہراساں کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے بہت اضطراب پایا جاتا ہے یہ سلسلہ فوری طور پر بند کیا جائے۔ اتحاد تنظیمات مدارس کے قائدین نے دینی مدارس کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کے لیے این او سی کی شرط ختم کرنے اور اس حوالے سے مدارس کی مشکلات کو دور کرنے کا بھی مطالبہ کیا انہوں نے وزیرِ اعلیٰ کو بتایا کہ دینی مدارس کے کئی بے گناہ اساتذہ کرام اور شیوخ الحدیث کو فورتھ شیڈول میں ڈال کر ان کے بنیادی انسانی حقوق معطل کر دیئے گئے ہیں اس مسئلے کا بھی حل نکالا جائے جس پر وزیر اعلیٰ نے فوری طور پر صوبائی وزیر داخلہ کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دے کر مدارس کے جملہ حل طلب مسائل کو فوری حل کرنے کی یقین دہانی کروائ۔ زیر اعلیٰ پنجاب نے علماء کرام اور دینی مدارس کے کردار وخدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ہر موقع پر علماء کرام اور مدارس کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔

ہمارے معاشی بحران کی جڑ سودی نظام معیشت ہے: مولانا محمد حنیف جالندھری

اسلام آباد، لاہور، کراچی، کوئٹہ، ملتان (26 جون 2022ء) وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد حنیف جالندھری نے اسٹیٹ بینک اور مختلف بینکوں کی طرف سے سود کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کرنے کی سخت الفاظ میں مذمت کی، انہوں نے قوم سے اپیل کی کہ وہ سود کے فیصلے کے خلاف عدالت میں اپیل کرنے والے بینکوں کا بائیکاٹ کریں- مولانا جالندھری نے کہا کہ ہمارے معاشی بحران کی جڑ سودی نظام معیشت ہے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ایک گولڈن چانس تھا جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملکی نظام معیشت کی سود سے تطہیر کی سنجیدگی سے کوشش کی جاتی لیکن بدقسمتی سے اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی گئی- مولانا محمد حنیف جالندھری نے مطالبہ کیا کہ فی الفور یہ اپیل واپس لی جائے اور سود سے نجات حاصل کرنے کے لیے حکمت عملی تشکیل دی جائے- مولانا جالندھری نے کہا کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی سربراہی میں ایک ٹاسک فورس تشکیل دی جائے جس میں زندگی کے تمام شعبوں اور طبقات کی نمائندگی ہو اور معاشی واقتصادی ماہرین کی مہارتوں سے استفادہ کر کے ملک وقوم کو معاشی بحرانوں اور سودی نظام مالیات سے چھٹکارا دلایا جائے- انہوں نے کہا کہ سودی کاروبار، اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے مدارس و مساجد کے ذمہ داران سے خصوصی طور پر اپیل کی کہ وہ بینکوں کی اپیل کا فوری نوٹس لیں۔

وفاق المدارس العربیہ نے ضمنی امتحانات کے نتائج کا اعلان کر دیا۔ مجموعی نتیجہ باسٹھ فیصد رہا

قائدین وفاق المدارس کی جانب سے کامیاب طلباء وطالبات کو مبارکباد

کراچی/اسلام آباد/پشاور (15 / جون 2022ء) وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور ناظم اعلی مولانا محمد حنیف جالندھری نے ضمنی امتحان برائے 1443ھ/2022ء کا اعلان کر دیا۔ میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس مولانا طلحہ رحمانی کے مطابق اس سال ضمنی امتحان دو جون کو اختتام پذیر ہوئے اور انتہائی مختصر مدت صرف تیرہ دنوں میں نتائج کا اعلان کرنا منتظمین وفاق المدارس کی حسین روایت کا تسلسل ہے، اس سال ضمنی امتحان کیلئے ملک بھر میں طلباء وطالبات کیلئے دوسو اکسٹھ (261) امتحانی مراکز قائم کئے گئے تھے، جس میں مجموعی طور پر چالیس ہزار ایک سوتیئیس (40123) میں سے سینتیس ہزار دوسو چالیس (37240) طلباء وطالبات نے امتحان میں شرکت کی۔ ان شرکاء میں سے تیئس ہزار دس (23010) نے کامیابی حاصل کی، جبکہ چودہ ہزار دوسوتیس

(14230) ناکام ہوئے، مجموعی نتیجہ 61.7 فیصد رہا۔ سولہ ہزار دوسو چھتر (16276) طلباء میں سے چودہ ہزار آٹھ سونوے (14890) طلباء نے شرکت کی۔ جس میں نو ہزار تین سو انتالیس (9339) طلباء پاس اور پانچ ہزار پانچ سو اکاون (5551) ناکام ہوئے، طلباء کا نتیجہ 62.7 فیصد رہا۔ جبکہ تیئیس ہزار آٹھ سو سینتالیس (23847) طالبات میں سے بائیس ہزار تین سو پچاس (22350) نے امتحان میں شرکت کی، ان میں سے تیرہ ہزار چھ سو اکہتر (13671) طالبات پاس اور آٹھ ہزار چھ سو اناسی (8679) ناکام ہوئیں۔ طالبات کا نتیجہ 61.2 فیصد رہا۔ مولانا طلحہ رحمانی نے مزید بتایا کہ آن لائن نتائج کے حصول کیلئے وفاق المدارس کی آفیشل ویب سائٹ www.wifaqulmadaris.org اپ لوڈ بھی کیے گئے۔ اس موقع پر قائدین وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا انوار الحق حقانی، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا سید سلیمان بنوری، مولانا عبید اللہ خالد، مولانا سعید یوسف، مولانا امداد اللہ یوسف زئی، مولانا حسین احمد، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا صلاح الدین ایوبی، مولانا عبدالمجید سمیت دیگر منتظمین ومسؤلین نے کامیاب ہونے والے طلباء وطالبات، ان کے والدین اور اساتذہ کو مبارکباد بھی پیش کی، جبکہ وفاق المدارس العربیہ کے میڈیا پرسنز مولانا عبدالقدوس محمدی، مولانا طلحہ رحمانی اور مولانا سراج الحسن نے مختصر ترین مدت میں نتائج تیار کرنے پر مرکزی دفتر کے عملہ اور ممتحنین کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔

وزیر اعظم پاکستان سے وفاق المدارس کی قیادت کی ملاقات

اسلام آباد (15 جون 2022ء) وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین کی وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات، دینی مدارس کے حوالے سے درپیش مسائل ومشکلات پر تبادلہ خیال، وزیر اعظم نے جملہ مسائل کو جلد از جلد حل کرنے کی یقین دہانی کروادی تفصیلات کے مطابق وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ایک اعلی سطحی وفد نے جس میں صدر وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، سرپرست وفاق المدارس و امیر جمعیت علمائے اسلام مولانا فضل الرحمان، ناظم اعلی وفاق المدارس مولانا محمد حنیف جالندھری اور دیگر شامل تھے نے وزیر اعظم پاکستان میاں شہباز شریف سے ملاقات کی- اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے وزیر اعظم کے ساتھ مدارس کو درپیش مسائل ومشکلات اور مدارس بارے عرصے سے التواء کا شکار امور کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا- وفاق المدارس کے قائدین نے مدارس کے حوالے سے درپیش مسائل پر مشتمل ایک جامع عرض داشت بھی وزیر اعظم کو پیش کی جس میں مدارس سے متعلقہ جملہ امور کی تفصیلات اور پس منظر کے ساتھ ساتھ اس کا حل بھی تجویز کیا گیا ہے- وزیر اعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف نے مدارس کو درپیش مسائل ومشکلات کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی یقین دہانی

کرواءاوراس حوالے سے تمام اسٹیک ہولڈرز اور متعلقہ اداروں کوآن بورڈ لے کرایک جامع حکمت عملی تیار کرنے کا وعدہ کیا-اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے واضح کیا کہ ہم نے ہر دور حکومت میں مدارس کے مسائل کو بات چیت اور افہام وتفہیم سے حل کرنے کی کوشش کی اور آئندہ بھی وفاق المدارس اور اتحاد تنظیمات مدارس کے قائدین کی یہی حکمت عملی رہے گی-

معلمین کیلئے فنی وتدریسی تربیت وقت کی ضرورت ہے: مولانا امداداللہ یوسف زئی

کراچی (14 / جون 2022ء) وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت اساتذہ ومعلمین کیلئے تدریسی وتعلیمی تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کرے گا، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں وفاق المدارس العربیہ سندھ کے ناظم و رکن مرکزی مجلس عاملہ مولانا امداداللہ یوسف زئی کی صدارت میں اہم اجلاس ہوا۔وفاق المدارس کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی کے مطابق اجلاس میں رکن امتحان کمیٹی مولانا راحت علی ہاشمی ،مولانا عبدالرزاق زاہد، رکن مجلس عاملہ مولانا عبدالستار، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاد ورکن شوری مولانا عمران عیسی ،مولانا سعد شمیم،مولانا فیصل خلیل نے شرکت کی۔اس موقع پر مولانا امداداللہ یوسف زئی نے کہا کہ ملک بھر کے ہزاروں میں مدارس وجامعات میں بہترین دینی وعصری نظام تعلیم کے ساتھ اعلی تربیت بھی دی جارہی ہے،انہوں نے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں تدریب المعلمین کے حوالہ سے اعلان کیا گیا تھا،اس اعلان کی روشنی میں ملک بھر کے جید ماہر مدرسین اوراراکین عاملہ نے تجاویز مرتب کی ہیں،انہوں نے کہا کہ الحمدللہ ملک بھر میں دینی اداروں کی تعداد میں جہاں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے وہیں مدرسین اور اساتذہ میں مہارت کے حصول کیلئے پڑھائے جانے والے مختلف علوم وفنون پر دسترس کیلئے تربیت کی بھی اشد ضرورت ہے، وقت کی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس حوالہ سے بہتر سے بہترین نظام اورتدریس میں مہارت کیلئے وفاق المدارس کی جانب سے کوششیں کی جارہی ہیں،ان شاءاللہ جلد ملک بھر میں موثر تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے گا،مولانا امداداللہ یوسف زئی نے مزید کہا کہ اس حوالہ سے ابتدائی مشاورت کے بعد سفارشات مرتب کرلی گئی ہیں،ان شاء اللہ پندرہ دن کے بعد ان تجاویز کو حتمی شکل دی جائے گی اس کے بعد مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے گا۔

تبصرہ کتب

الاصول المنیفہ للامام ابی حنیفۃ

مئولف: قاضی علامہ کمال الدین احمد بن حسن البیاضیؒ۔صفحات : 176۔تخریج :احسن احمد عبدالشکور۔ طباعت: عمدہ۔ ملنے کا پتا: زمزم پبلشرز اردو بازار، کراچی۔ رابطہ نمبر: 03351111326

یہ کتاب سراج الامۃ امام الائمۃ ابوحنیفۃ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ کے اپنے اصحاب کو عقائد کے باب میں مختلف املاءات پر مشتمل ہے۔ جو تقریبا پانچ رسائل میں منقسم ہیں، ان نصوص کی گیارھویں صدی ھجری کے مایہ ناز متکلم محقق فی الفنون علامہ کمال الدین بیاضی رحمہ اللہ نے ترتیب وتنسیق کر کے ایک متن کی حیثیت دی؛ جس کا نام " الاصول المنیفۃ للامام ابی حنیفۃ " رکھا۔ پھر اسی متن کی خود ہی ایک شاندار شرح کی جو ''اشارات المرام من عبارات الامام'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ جس میں امام اعظم ابوحنیفہ صاحب رحمہ اللہ کی جملہ تصانیف پر سیر حاصل بحث کر کے بعض شکوک وشبہات کا ازالہ بھی کیا ہے۔ کتاب ایک عرصے سے جامعہ ازھر کے استاد الشیخ یوسف عبد الرزاق کی تحقیق سے شائع ہوتی رہی جس پر علامہ محمد زاھد الکوثری رحمہ اللہ تعالی کا ایک وقیع اور شاندار مقدمہ بھی ہے۔ اب حال ہی میں حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی رحمہ اللہ تعالی کے تلمیذ مولانا احسن احمد عبدالشکور کی محنتوں سے کتاب ایک نئے رنگ روپ اور تصحیحات کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اہل علم کے لیے یہ کتاب توشہ خاص ہے۔

فیوض الباری

تصنیف: مولانا اسلام الحقؒ۔ صفحات: 488۔ طباعت عمدہ۔ قیمت 1380 روپے۔ ملنے کا پتا: زمزم پبلشرز نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی۔ رابطہ نمبر 0335-1111326

حضرۃ الامام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی الجامع الصحیح للبخاری کا مقام ومرتبہ یہ ہے کہ آج تک اس کی بے شمار شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ فیوض البخاری بھی انہی میں سے ایک ہے؛ جو حضرت مولانا اسلام الحق رحمۃ اللہ علیہ کے افادات پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مدرسہ امینیہ دہلی کے فاضل تھے۔ فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ، دہلی اور جامعہ حسینیہ راندیر سورت میں پڑھاتے رہے۔ پھر مولانا محمد یوسف متالاؒ کی طلب پر انگلینڈ تشریف لے گئے اور طویل عرصے تک دارالعلوم بری میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہ کر بخاری شریف پڑھاتے رہے۔ آپ کو حرمین شریفین کا سفر نہایت مرغوب

تھا، آخری سفر ۷۶ برس عمر میں ہوا، اور اسی سفر کے دوران ۲۸ رمضان ۱۴۱۶ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

زیر تبصرہ کتاب بخاری شریف پر آپ کے افادات کا مجموعہ ہے۔ اس کے تین باب ہیں۔ باب اول حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے احوال پر مشتمل ہے۔ باب دوم "مقدمۃ العلم" کے نام سے ہے۔ باب سوم "حجیت حدیث اور فتنہ انکار حدیث کے عنوان سے ہے۔ باب چہارم "ابحاث متعلقہ کتب حدیث"۔ باب پنجم کیف کان بدء الوحی کی ابحاث پر مشتمل ہے، چونکہ مولانا اسلام الحق رحمۃ اللہ علیہ طویل عرصہ تدریس حدیث سے منسلک رہے اس لیے ان کے افادات میں برسہا برس کی علمی تحقیقات کا نچوڑ شامل ہے۔ کتاب معنوی اور صوری حسن سے مالا مال ہے، البتہ یہاں ایک بات کہنے کو جی چاہتا ہے کہ بخاری شریف کی بہت سی شروح نظر سے گزری ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مقدمہ کتاب اور کتاب العلم کی حد تک تو قلم خوب جوہر دکھاتا ہے مگر بعد میں پہلے کے جیسی بات نہیں رہتی۔ دوسری بات یہ کہ اکثر شروح محض پہلی دوسری جلد تک محدود رہتی ہیں، آگے کے ابواب شرح سے محروم رہتے ہیں۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ اول تو اردو شرحوں کا رواج کم کرنے کی ضرورت ہے، شروحات نے طلبہ میں اصل کتاب سے ایک گونہ بے اعتنائی پیدا کی ہے۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔

معین المفتی

تالیف؛ مفتی ابوالیاس فضل الرحمٰن دیوبندی۔ صفحات: 318۔ طباعت: مناسب۔ ملنے کا پتا: مکتبہ عزیزیہ، تاج میر خان روڈ چمن۔

معین المفتی جناب مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی کی تالیف ہے جو انہوں نے مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب کی نگرانی میں تالیف کی ہے۔ اس کتاب میں فتویٰ کی تاریخی و شرعی اہمیت، مفتی کی شرائط، نوازل کی تعریف، قواعد فقہ، قواعد فقہیہ کے مصادر، تلفیق کی تعریف اور اس کا حکم، حجیت قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ، استصحاب، عرف کی تعریف و حکم، ظن کی اصطلاحی تعریف اور اس کی حجیت، طبقات فقہاءِ احناف، کتب نوادر کا مختصر تعارف اور کئی دیگر عنوانات پر نہایت اہم معلومات جمع کر دی ہیں جو ایک نو آموز مفتی کی ضرورت ہوتی ہیں، آغاز میں مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب، مولانا مفتی گل حسن صاحب (کوئٹہ) شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، اور مولانا حافظ محمد یوسف صاحب کی تقریظات شامل ہیں۔ یہ ضرور عرض ہے کہ کتاب کا پروف دھیان سے نہیں پڑھا گیا، بعض مقامات سنین غلط لکھے گئے ہیں، بعض الفاظ کا املاء درست کرنے کی ضرورت ہے۔ مئولف چونکہ پشتون ہیں اس لیے کے، کا، کی، کے استعمال میں دائمی الجھن باقی ہے۔

فرمودات اکابر

تالیف: مولانا مفتی اخلاق احمد۔ صفحات: 380۔ طباعت عمدہ، ملنے کا پتا: مکتبہ الٰہیہ کراچی۔ 0333-1266499

فرمودات اکابر: شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی، محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی، حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہم اللہ تعالیٰ اور کئی دیگر اکابر علماء کے فرمودات کا مجموعہ ہے، یہ وہ شخصیات ہیں جن کی کہی باتیں دل سے نکلتی ہیں اور سیدھی دل میں جا کر پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس طرح کے مجموعوں کو ضرور اپنے مطالعے میں رکھنا چاہیے۔ پروف احتیاط سے نہیں پڑھا گیا، اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

خطبات عزیزی

خطبات: شیخ الحدیث مولانا عزیز الرحمٰن ۔صفحات: طباعت : عمدہ ۔ ملنے کا پتا: مکتبہ الارشاد ملیر ہالٹ کراچی۔ رابطہ نمبر 0333-3730428

استاذ الحدیث حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب زید مجدہ ایک طویل عرصے سے تدریس کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت سے بھی وابستہ ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''خطبات عزیزی'' خطبات جمعہ کا مجموعہ ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ درجات علیا کا استاذ خطیب بھی ہو تو اس کے خطبات علم کی چاشنی سے مملو ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے استناد واستشہاد اور مستند قصص وواقعات اس چاشنی کو سہ چند کر دیتے ہیں۔ خطبات عزیزی کی ساتوں جلدوں میں علماء وطلبہ اور خطباء کے لیے سال بھر کا بہترین مواد جمع ہو گیا ہے۔ اگر چہ خطیب حضرات کو خود محنت سے خطاب تیار کر کے منبر پر بیٹھنا چاہیے۔ مگر تیار خوانِ نعمت سے فائدہ اٹھانے میں بھی کوئی مضائق نہیں۔ پہلی جلد میں مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل، مولانا اللہ وسایا صاحب، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظات شامل ہیں۔ خطبات کو نہایت محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ اور مفید ذیلی عنوانات دے کر خطبات کی افادیت بڑھا دی ہے۔ جو حضرات وقت کی کمی کے باعث خطاب جمعہ کی تیاری نہیں کر پاتے ان کے لیے بہترین توشہ ہے۔

اشاریہ ماہ نامہ ''وفاق المدارس'' ۱۴۴۳ھ

مرتب: محمد احمد حافظ

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	شمارہ	صفحہ نمبر

''صدائے وفاق''

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	شمارہ	صفحہ نمبر
۱	اکابر کے طریقے پر چلنے میں ہی کامیابی ہے	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	ربیع الاول	۵
۲	وفاق المدارس کا اتحاد عظیم نعمت ہے	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	ربیع الثانی	۲
۳	وفاق المدارس اور اکابر کا مزاج و مسلک	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	جمادی الاولیٰ	۳
۴	اہل مدارس کے نام اہم خط	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	جمادی الثانی	۳
۵	دینی مدارس کی روح اور اس کا تحفظ	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	رجب المرجب	۳
۶	وفاق المدارس اور دینی مدارس کا کردار	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	شعبان المعظم	۳
۷	اسلام کا نظام عدل وانصاف	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	محرم الحرام	۶

''ندائے وفاق''

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	شمارہ	صفحہ نمبر
۱	وفاق کی قیادت ہمہ وقت بیدار ہے	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری	ربیع الاول	۱۱
۲	طلبہ کرام سے کچھ خاص خاص باتیں	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری	ربیع الثانی	۱۸
۳	وفاق المدارس سے وابستگی بہت بڑی سعادت ہے	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری	جمادی الثانی	۶
۴	دینی مدارس اور وفاق المدارس کی خدمات	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری	رجب	۹
۵	میڈیا کیا دکھا رہا ہے؟......ایک لمحہ فکریہ	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری	رجب	۱۸

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	شمارہ	صفحہ نمبر
۱	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا انتخاب، اثرات توقعات	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری	ربیع الاول	

کلمۃ المدیر

۱	گھریلو تشدد بل اور اس کے مضمرات	محمد احمد حافظ	محرم الحرام	۳
۲	افغانستان میں طالبان کی عظیم الشان فتح	محمد احمد حافظ	صفر المظفر	۳
۳	وفاق المدارس کی تشکیل جدید	محمد احمد حافظ	ربیع الثانی	۳
۴	وفاق المدارس کے تحت سالانہ امتحانات	محمد احمد حافظ	رمضان	۳
۵	دینی مدارس میں تزکیہ وسلوک کی مجالس	محمد احمد حافظ	شوال المکرّم	۳
٦	موجودہ سیاسی منظرنامے میں اخلاقیات کا بحران	محمد احمد حافظ	ذیقعدہ	۳

نداء الرحمٰن

۱	موت وحیات اللہ کے ہاتھ میں	محمد احمد حافظ	صفر المظفر	۷
۲	صبر وثبات، ارباط اور تقویٰ کی اہمیت	محمد احمد حافظ	جمادی الاولیٰ	۸
۳	عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے گذران کرو	محمد احمد حافظ	شعبان المعظم	۱۳

مقالات ومضامین

۱	نماز کی سنن قبلیہ وبعدیہ، اہمیت وفضیلت	مولانا عبدالقدوس حسامی	صفر المظفر	۱۴
۲	امام محمد بن اسماعیل بخاری کی الجامع الصحیح	مولانا بدرالحسن قاسمی	صفر المظفر	۱۸
۳	حدیثی خدمات کی متنوع جہات	افادات: شیخ محمد عوامہ	صفر المظفر	۲۴
۴	عصری تعلیم اور دینی مدارس	مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی	صفر المظفر	۳۷
۵	حضرت شیخ الاسلام کا انتخاب لاجواب	مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی	ربیع الاول	۳۸
٦	حضرت شیخ الاسلام کا بابرکت انتخاب	مولانا ڈاکٹر قاسم محمود	ربیع الاول	۴۱
۷	وفاق المدارس العربیہ کا انتخابی اجلاس	مولانا عبدالقدوس محمدی	ربیع الاول	۴۳
۸	روح محمد پھونکنے والا سائبان	محمد اشفاق اللہ جان ڈاگئی	ربیع الاول	۴۷
۹	تواریخ جدید انتخاب	مولانا ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی	ربیع الاول	۵۲

۱۰	سنن ابی داؤد کی کتاب الادب (۱)	مولانا محمد طاہر سورتی	ربیع الثانی	۳۲
۱۱	سنن ابی داؤد کی کتاب الادب (۲)	مولانا محمد طاہر سورتی	جمادی الاولیٰ	۱۳
۱۲	مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنے علم واستدلال کے آئینے میں	مولانا بدار الحسن قاسمی	جمادی الاولیٰ	۱۷
۱۳	نماز میں دو سجدوں کی اصل اور حکمت	مولانا ابوالخیر عارف محمود	جمادی الاولیٰ	۲۸
۱۴	نظام مساجد اور ہماری ذمہ داریاں	مولانا مفتی امانت علی قاسمی	جمادی الاولیٰ	۳۱
۱۵	دینی مدارس کا تہذیبی کردار	ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن	جمادی الاولیٰ	۳۵
۱۶	سائنسی تحقیق، عصری علوم اور دینی مدارس (۱)	مبشر حسین رحمانی	جمادی الاولیٰ	۴۰
۱۷	تزکیہ واحسان، کارنبوت کا اہم شعبہ	مولانا مفتی خالد محمود	جمادی الثانی	۱۵
۱۸	فتویٰ نویسی اور اکابر کا طرز عمل	مولانا بدر الحسن قاسمی	//	۲۲
۱۹	دینی مدارس میں ترتیل کی مشق	مولانا محمد طلحہ بلال احمد مینار	//	۲۶
۲۰	سائنسی تحقیق، عصری علوم اور دینی مدارس (۲	پروفیسر مبشر احمد رحمانی	//	۳۸
۲۱	دینی مدارس تعمیر اخلاق کے مراکز ہیں	مولانا عطاء اللہ عارف	//	۴۷
۲۲	سعودی سفیر سے ملاقات	مولانا ڈاکٹر قاسم محمود	//	۵۳
۲۳	سیالکوٹ واقعہ ایک لمحہ فکریہ	مولانا عبدالقدوس محمدی	//	۵۵
۲۴	مدینہ مسجد کراچی کے انہدام کا عدالتی فیصلہ	محمد احمد حافظ	رجب المرجب	۶۹
۲۵	شرح حدیث کے قدیم اور معاصر مناہج کا تعارف	مفتی ابوالخیر عارف محمود	رجب المرجب	۴۲
۲۶	تزکیہ واحسان: کارنبوت کا اہم شعبہ	مولانا مفتی خالد محمود	شعبان المعظم	۱۹
۲۷	علم وحکمت کے بے مثال نمونے	مولانا بدر الحسن قاسمی	//	۲۸
۲۸	دینی تعلیم کے جدید تقاضے	مولانا زاہد الراشدی	//	۳۴
۲۹	عربی زبان ایسے سیکھیے جیسے مادری زبان	مولانا محمد طلحہ بلال احمد منہار	//	۳۹
۳۰	تشنہ لبوں کا نخلستان ''آسان تفسیر''	مولانا سید عدنان کریمی	//	۴۲
۳۱	تکبیر کا نعرہ تری عصمت کا امیں ہے	محمد احمد حافظ	//	۴۶

۳۲	تزکیہ واحسان کار نبوت کا اہم شعبہ	مولانا مفتی خالد محمود	رمضان	۳۳
۳۳	مدرسہ دیوبند کا فکری اور عملی منہج	مولانا مفتی طارق محمود	شوال المکرّم	۹
۳۴	ایک استاذ......ایک شاگرد	مولانا فخر الاسلام مدنی	//	۲۰
۳۵	علماء اور مدارس عبادت کے ذرائع ہیں	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	//	۳۹
۳۶	فضلاء کرام کی خدمت میں چند گزارشات	مولانا زبیر احمد صدیقی	//	۴۳
۳۷	تلخیص البیان، ایک اہم تفسیری کاوش	مولانا مفتی محمد حنیف خالد	//	۵۹
۳۸	مدارس کا نظام اصلاح وتربیت	ادارہ وفاق	ذیقعدہ	۲۶
۳۹	مدارس اسلامیہ اور ٹیچنگ ایڈز کا استعمال	مولانا رفیع اللہ قاسمی	//	۴۰
۴۰	مدرسہ دیوبند کا فکری اور عملی منہج	مولانا مفتی طارق محمود	//	۴۳
۴۱	علامہ یوسف بنوری، شخصیت اور کارنامے	مولانا بدار الحسن قاسمی	//	۵۳

خطاب خاص

۱	وفاق المدارس......ایک گوشہ وحدت	حضرت مولانا فضل الرحمٰن	محرم الحرام	۱۰
۲	وفاق المدارس کی اجتماعیت کو بکھرنے نہ دیں	حضرت مولانا فضل الرحمٰن	ربیع الاول	۲۲
۳	مولانا محمود اشرف عثمانی کا سانحہ ارتحال	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	شعبان المعظم	۲۰
۴	درس وتدریس کی اہمیت اور اکابر کا طرز	مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی	شوال المکرّم	۲۵
۵	ظاہر وباطن کی اصلاح کی ضرورت	حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ	ذیقعدہ	۱۷

تذکیر وموعظت

۱	زبان کی آفتیں	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	ذیقعدہ	۱۴

کارکردگی وفاق

۱	وفاق المدارس کے تاریخی فیصلے	مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی	محرم الحرام	۴۷
۲	وفاق المدارس العربیہ کا اجلاس	مفتی محمد عبداللہ نقشبندی	//	۴۹

۳	ملتان: مدارس کنونشن	مولانا عبدالقدوس محمدی	//	۴۴
۴	گلگت بلتستان اور خیبر پختونخواہ میں خدمات دینی مدارس کانفرنس	مولانا مفتی سراج الحسن	ربیع الثانی	۴۷
۵	پشاور: عظیم الشان خدمات دینی مدارس کانفرنس	مولانا مفتی سراج الحسن	جمادی اولیٰ	۵۸
۶	وفاق المدارس کی درخشندہ روایات کا تسلسل	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	رجب المرجب	۲۰
۷	خدمات وفاق المدارس کنونشن کراچی	محمد احمد حافظ	رجب المرجب	۵۵
۸	کوئٹہ: خدمات وفاق کنونشن	مولانا سید عبدالرحیم	رجب المرجب	۵۸
۹	کراچی: وفاق المدارس کی دو اہم تربیتی نشستیں	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	شعبان المعظم	۵۱
۱۰	وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	رمضان المبارک	۱۶

رودادِ اجلاس

۱	وفاق المدارس کا عظیم الشان اجلاس	محمد احمد حافظ	ربیع الاول	۲۷
۲	جامعہ دارالعلوم کراچی میں ایک یادگار تقریب	محمد احمد حافظ	ربیع الثانی	۱۲

وفاق علامیہ

۱	مسئولین وفاق کے لیے اہم ہدایات	ادارہ وفاق المدارس	جمادی الثانی	۱۳
۲	مجلس عاملہ وفاق المدارس کے اہم فیصلے		ذیقعدہ	

اخبارالوفاق

۱	اخبارالوفاق	ادارہ وفاق المدارس	ربیع الثانی	۵۲
۲	اخبارالوفاق	ادارہ وفاق المدارس	جمادی الثانی	۵۷
۳	اخبارالوفاق	ادارہ وفاق المدارس	رمضان المبارک	۴۴

گوشۂ شیخ اسکندرؒ

۱	ایک شفیق اور مہربان ہستی	مولانا محمد حنیف جالندھری	محرم الحرام	۱۹

۲	شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق اسکندرؒ	مولانا عبدالمجید خان	محرم الحرام	۲۲
۳	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ	مولانا زبیر احمد صدیقی	محرم الحرام	۳۱
۴	عالی نسبتوں کے پیکر شیخ اسکندر (۱)	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	محرم الحرام	۳٦
۵	عالی نسبتوں کے پیکر شیخ اسکندرؒ (۲)	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	صفر المظفر	۴۲
٦	عالی نسبتوں کے پیکر شیخ اسکندر (۳)	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	ربیع الاول	۵۴
۷	عالی نسبتوں کے پیکر شیخ اسکندر (۴)	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	ربیع الثانی	۳٦

شخصیت

۱	شیخ الحدیث مولانا سید غلام نبی شاہ	مولانا غلام مصطفیٰ رفیق	صفر المظفر	۵٦
۲	علامہ رضی الدین حسن صغانی لاہوری	حافظ اشرف علی	جمادی الاولیٰ	۴۸
۳	علم دوست شخصیت مولانا فیض الرحمٰن عثمانی	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	جمادی الاولیٰ	۵۲
۴	مولانا افتخار احمد اعظمیؒ	ڈاکٹر مولانا خلیل احمد اعظمی	رجب المرجب	۵۲
۵	مولانا محمد قاسم قاسمی فقیروالی	مولانا اللہ وسایا	شعبان المعظم	۴۹
٦	مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی	مولانا محمد ناظم اشرف	شوال المکرّم	۵۲
۷	حافظ خلف بن سالم سندھی	حافظ محمد اسماعیل	شوال المکرّم	

متفرقات

۱	نصائح برائے معلمین ومعلمات	مولانا مفتی احمد خانپوری	صفر المظفر	۴۱
۲	بس امانت ودیانت شرط ہے	روزنامہ امت کا اداریہ	شعبان المعظم	۵۸
۳	اساتذہ تجوید وقراءت کی خدمت میں چند باتیں	قاری الطاف حسین ملی	رمضان المبارک	۴۳
۴	کسی بھی شخص یا جماعت کی حمایت ومخالفت کی حدود	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	شوال المکرّم	۱۹
۵	مولانا محمد منظور نعمانی کی ایک اہم نصیحت	مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی	شوال المکرّم	۴۸
٦	حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ادبی ذوق	مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی	شوال المکرّم	۵۵
۷	ذراسی احتیاط.....فوائد بے شمار	مولانا منظور احمد آفاقی	شوال المکرّم	۵٦

وفیات

شمارہ محرم الحرام:......(۱) مولانا مجید الرحمٰن بن حاجی غلام الرحمٰن (توروورسک)۔(۲) مولانا سید غلام نبی شاہ، مانسہرہ۔(۳) مولانا علاء الدین افغانی، ساؤتھ افریقہ۔(۴) مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی، بنوں۔(۵) مولانا عبدالخالق سنبھلی (دارالعلوم دیوبند)۔

شمارہ صفر المظفر:......(۶) شیخ الحدیث مولانا محمد یٰسین صابرؒ۔ملتان۔(۷) ابوعبیدہ مولانا محمد شریف ہزارویؒ، تختہ بند سواڑی۔(۸) مولانا فیض الرحمٰن عثمانی۔اسلام آباد۔(۹) شیخ الحدیث مولانا محمد سردار فیضی۔سوات۔

شمارہ ربیع الاول:......(۱۰) مولانا جلیل الرحمٰن انوری۔فیصل آباد۔(۱۱) مولانا محمد احمد بن مولانا اللہ وسایا۔ چناب نگر۔(۱۲) مولانا سید عالم خطیب جامع مسجد ناران۔

شمارہ ربیع الثانی:......(۱۳) مولانا مفتی جمیل الرحمٰن عباسی۔کراچی۔(۱۴) مولانا قاری گلزار احمد قاسمی، گوجرانوالہ۔(۱۵) محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان۔اسلام آباد

شمارہ جمادی الاولیٰ:(۱۶) صاحبزادہ حافظ رشید احمد، خانقاہ سراجیہ کنڈیاں۔

شمارہ جمادی الثانی:......(۱۷) مولانا عبدالرزاق لدھیانوی، کراچی۔(۱۸) مولانا محمد اکرم طوفانی، سرگودھا۔ (۱۹) مولانا حسان احمد، دارالعلوم کراچی۔(۲۰) مولانا افتخار احمد اعظمی، کراچی (۲۱) مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ، کراچی۔(۲۲) مولانا نعمت چترالی، کراچی۔(۲۳) مولانا قاضی نثار احمد الحسینی، حضرو۔

شمارہ شعبان المعظم......(۲۴) مولانا محمد یوسف رابع، فیصل آباد۔(۲۵) مولانا محمد قاسم قاسمی، فقیر والی۔ (۲۶) مولانا پیر جی عبدالجلیل رائپوری چیچاوطنی (۲۷) مولانا نعمان حسن لدھیانوی، رحیم یار خان۔(۲۸) والدگرامی مولانا عبدالقدوس محمدی، اسلام آباد

شمارہ شوال المکرّم:......(۲۹) مولانا مفتی سراج الحق، ہمک اسلام آباد۔(۳۰) مولانا عبدالغفار ذہبی، چنی گوٹھ

تبصرہ کتب:......تبصرہ نگار: محمد احمد حافظ

شمارہ محرم الحرام:......(۱) تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی، مولانا عبدالحق علوی غرشینوی۔(۲) ظہور مہدی اور عصر حاضر، مولانا ڈاکٹر ثناء اللہ۔(۳) منزل اور مسنون اذکار، مولانا محمد طیب۔(۴) خطبات اسوۂ رسول، مولانا محمد طیب۔(۵) سوانح مولانا تاج محمودؒ، صاحبزادہ طارق محمود۔

شمارہ صفر المظفر:......(۶) مشاہدات قادیان، مولانا عنایت اللہ چشتیؒ۔(۷) تسہیل بہشتی گوہر، مولانا حسین اسماعیل۔(۸) المسک المشبوم لایضاح الرحیق المختوم، مولانا محمد شفیع۔

شمارہ ربیع الاول:......(۹) درر فرائد ترجمہ شرح جمع الفوائد، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی۔(۱۰) التوضیع الثانی اردو شرح متن الکافی، مولانا محمد فضل عظیم اسعد حقانی۔(۱۱) آسان نحو میر، مولانا رحیم بخش جروار۔(۱۲) ڈیجیٹل تصویر کی

حرمت علماء امت کی نظر میں، مولانا قاری فضل کریم۔(۱۳) عمر رواں، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (۱۴) مولانا گلزار احمد مظاہری......زندگانی جیل کہانی۔ ڈاکٹر حسین احمد پراچہ

شمارہ ربیع الثانی:......(۱۵) تفسیر انوار القرآن، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ۔(۱۶) جامع الاذکار، مولانا مفتی محمد صادق آبادی۔(۱۷) مسجد اور کمیٹی سے متعلق اہم مسائل اوران کا حل، قاری محمد شفیق یوسفزئی۔(۱۸) برہان الطیب، مولانا محمد بلاول جھنگوی۔(۱۹) دم اور تعویذ کی شرعی حیثیت، مولانا محمد بلال جھنگوی۔

شمارہ جمادی الاولیٰ:......(۲۰) کشف الہدایہ اردو ترجمہ الہدایہ، مولانا پروفیسر غازی احمد

شمارہ جمادی الثانی:......(۲۱) افتاح التجوید اردو شرح خلاصۃ التجوید، مولانا قاری محمد یعقوب۔(۲۲) معلم العربیہ، حق نواز سعید الاتکی۔(۲۳) تہذیب السراجی، مولانا محمد فاروق حسن زئی۔(۲۴) گلدستہ حسان، مولانا اصغر علی۔(۲۵) علماء کے لیے سال لگانے کی ترتیب، مولوی نصیر الدین چکیری (۲۶) مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی حسین یادیں، مولانا سید زین العابدین۔(۲۷) عقبیٰ کے مسافر، مولانا سید زین العابدین۔

شمارہ رجب المرجب:......(۲۸) کمالات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سیف اللہ احمد نقش بندی۔(۲۹) مجلّہ صفدر/علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ نمبر، حمزہ احسانی۔

شمارہ شعبان المعظم:(۳۰) مرغوب الادلۃ بالاحادیث النبویہ علی مسلک الحنفیہ، مولانا مفتی مرغوب احمد لاجپوری۔(۳۱) سفینۃ النجات فی ذکر مناقب السادات، مولانا مرغوب احمدی لاجپوری۔(۳۲) بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا محمد عبدالحمید تونسوی) (۳۳) سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (سوالاً جواباً) مولانا مفتی شعیب احمد حقانی۔(۳۴) رخت سفر (تاریخی کہانیاں) محمد حذیفہ رفیق۔(۳۵) دیار حجاز کی حسین یادیں، مفتی توقیر الحسن سیماب۔

شمارہ شوال المکرّم:......(۳۶) نقوش اسلام، مولانا زبیر احمد صدیقی۔(۳۷) نقوش علم، شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی۔(۳۸) سوانح شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد اکبر شاہ بخاری۔(۳۹) شذرات (سبعہ معلقات کی شرح)، شادمردانوی۔

شمارہ ذیقعدہ:......(۴۰) مقالات اشرف (مجموعہ مضامین مولانا پروفیسر محمد اشرف خان۔(۴۱) سخن درویش المجموعہ خطبات ڈاکٹر فدا محمد خان۔(۴۲) جانثاران سید احمد شہید، مولانا انوار الحق (آلائی)

نوٹ: اس ماہ کے مشمولات اشاریہ میں شامل نہیں، انہیں اسی شمارے میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

اشتہار